بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم
ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر:- صلاح الدین ملک ایم ۔ اے
اسسٹنٹ ایڈیٹر:- محمد حفیظ بقاپوری

شرح چندہ سالانہ چھ روپے
غیر ممالک ۱۲ روپے
فی پرچہ ۲ ۔/

تاریخ اشاعت
۷ - ۱۴ - ۲۱ - ۲۸

جلد ۳ | ۲۱ احسان ۱۳۳۳ ہش ۔ ۱۹ شوال ۱۳۷۳ ھ ۔ ۲۱ جون ۱۹۵۴ء | نمبر ۲۴

حضور ایدہ اللہ کا سفر کراچی و رپورٹ صحت!

کراچی ۔ ۷ جون ۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خیر و عافیت کراچی پہنچ گئے ۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کل پونے نو بجے ربوہ سے بذریعہ جناب ایکسپریس کراچی روانہ ہوئے تھے ۔ ریلوے سٹیشن پر سینکڑوں اہالیان ربوہ نے پرسوز دعاؤں کے ساتھ اپنے پیارے امام کو الوداع کہا ۔

حضور کی معیت میں سیدہ ام متین صاحبہ ۔ سیدہ بشریٰ بیگم صاحبہ ۔ صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب ۔ ان کی بیگم صاحبہ ۔ خاندان کے بعض دیگر افراد ، اور عملہ پرائیویٹ سیکرٹری کے بعض کارکن بھی تشریف لے گئے ہیں ۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بعد ۱۷ جون تک مکرم مولوی جلال الدین صاحب شمس کو ربوہ کا مقامی امیر مقرر فرمایا ہے ۔ اس تاریخ کے بعد حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم ۔ اے مدظلہ العالی امیر مقامی ہوں گے ۔

مکرم پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کی طرف سے آمدہ اطلاعات سے پتہ چلتا ہے کہ حضور کی طبیعت خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے ۔ احباب حضور کی کامل صحت یابی کے لئے دعائیں جاری رکھیں ۔

کراچی ۔ ۷ جون ۔ حضور آج جناب ایکسپریس سے کراچی پہنچے ۔ کراچی چھاؤنی کے سٹیشن پر ایک بہت بڑے مجمع نے آپ کا پرجوش استقبال کیا ۔ دس مارچ کو آپ پر جو قاتلانہ حملہ ہوا تھا اس کے بعد آپ پہلی بار کراچی آئے ہیں ۔ آپ کی آمد طبی معائنہ کے سلسلہ میں ہے ۔ ڈاکٹری رپورٹ کے مطابق آپ کی طبیعت اچھی نہیں ہے ۔ اور ضعف محسوس ہو رہا ہے

۱۰ جون ۔ بعد کو حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب نے بذریعہ تار اطلاع دی کہ کراچی سے مکرم پرائیویٹ سیکرٹری صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ خفیف حرارت سے حضور کی طبیعت ناساز ہے ۔

کراچی ۔ ۱۲ جون ۔ حضور کو بوجہ عام کمزوری کے کراچی کی گرمی بھی تکلیف دہ ثابت ہو رہی ہے ۔ ۔ کراچی ۱۱ جون ۔ آج حضور کی طبیعت بوجہ شدت گرمی کے ناساز ہے اور ضعف زیادہ محسوس ہوتا ہے ۔ ۱۲ جون ۔ آج حضور کی طبیعت بوجہ نزلہ اور سر درد کے ناساز ہے ۔ احباب اپنے پیارے ...

قومی قرضہ اور بھارت کی ترقی

مغربی ممالک سینکڑوں سال سے بیدار ہیں اور اتنے طویل عرصہ کی جد وجہد کے باعث انہوں نے بے نظیر ترقی کر لی ہے ۔ ہمارے ملک بھارت کی آزادی کو صرف سات سال گذرے ہیں ۔ جبکہ ازاں بعد حکومت نے پنڈت نہرو جی کی زیر قیادت اجڑے ہوئے مہاجرین کی آبادکاری اور وطن کی ترقی کیلئے انتہائی سعی کی ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ جن جن نے اتنے طویل عرصہ کے بعد بھارت میں قدم دھرا ہے حیرت انگیز ترقی کے باعث انکی آنکھیں کھل گئی ہیں ۔ پھر بھی مختلف ترقیاتی منصوبوں کے سلسلہ میں اربوں ارب روپیہ درکار ہے ۔ ندیاں نہروں کے نکالنے جہاز سازی ، موٹر سازی ، اسلحہ ساز کارخانوں کی توسیع ۔ فوجوں کی بہترین اور جدید ترین اسلحہ سے لیس کرنے جیسی بیسیوں ملکی اہم ضروریات کی طرف فوری توجہ دینا ازبس لازم ہے ۔ ہم ضلع گورداسپور کے پسماندہ علاقہ کی طرف نظر دوڑائیں تو ہر طرف خوشحالی کا دور دورہ نظر آتا ہے ۔ راجباہوں کا ایک جال بچھ چکا ہے ۔ ..... یہ علاقہ ناآشنا تھا کئی لاکھ من پیدا ہوا ۔ بنجر اراضی زیر کاشت آ چکی ہے ۔ قریب میں گورداسپور اور پٹھانکوٹ میں کالج مکمل ہو چکے ہیں ۔ ایک سو ایک ٹیچر والے مدارس قریب میں کھولے جا رہے ہیں ۔ بہت سی سڑکیں تیار ہو چکی ہیں ۔ بٹالہ اور قادیان اور قادیان سے ..... کو پختہ سڑکوں سے ملائے جانے کی توقع ہے ۔ اول الذکر سڑک کے اخراجات تو بجٹ میں رکھے جا چکے ہیں ۔ بٹالہ میں کئی قسم کے دھات کے کام سکھلانے کا انتظام ہو چکا ہے ۔ یہ سمجھ کر کہ روپیہ وغیرہ کے لئے اغیار کا منت کش ہونا قومی جذبہ عزت کو ٹھیس لگاتا ہے ۔ پنڈت جی نے قومی قرضہ کی تحریک کی ہے اس میں غریب سے غریب بھی شرکت کر سکتا ہے ۔ جو چاہے ایک سال کے بعد رقم واپس لے سکتا ہے ۔ اہالیان ملک نے پرجوش طور پر اس تحریک کا خیر مقدم کیا ہے ۔ چنانچہ ضلع

ہذا کے ذمہ پچاس لاکھ قرض کا کوٹہ مقرر کیا گیا تھا ۔ اس میں سے تینتیس لاکھ کے لگ بھگ کا انتظام ہو چکا ہے ۔ صدر انجمن احمدیہ نے بھی دس ہزار روپیہ دیا ہے ۔ ہمارے اہل وطن کو چاہیے کہ دل کھول کر روپیہ قرض دے کر اپنے ملک کی تعمیر میں ممد ہوں ۔ کہ یہ امر خود ان کے لئے بھی ازبس مفید ہے ۔

جملہ نظارت امور عامہ قادیان کے آفیسر عبدالحی صاحب کھوکھر ناظر مع اہلیہ محترمہ اور تین بچوں کے اور چوہدری اللہ رکھا صاحب ہیڈ اسسٹنٹ مع اہلیہ محترمہ اور ایک بچی کے (۲) ۱۴ جون ۔ ..... سے محترم خان بہادر چوہدری ابوالہاشم خان صاحب امیر صوبائی بنگال مرحوم کے صاحبزادہ چوہدری ..... الدین صاحب (۳) ۱۶ جون ۔ کراچی سے شرافت حسین صاحب دہلوی

ذیل کے احباب بعد زیارت قادیان سے واپس تشریف لے گئے ۔ (۱) ۱۲ جون ربوہ کے لئے ملک سعید احمد صاحب مع اہلیہ محترمہ (۲) ۱۳ جون ربوہ کے لئے محمود نصیر صاحب بھٹی (۳) ۱۶ جون ربوہ کے لئے چوہدری اللہ دتا صاحب مع اہل و عیال (۴) ۱۷ جون کراچی کے لئے شرافت حسین صاحب دہلوی ۔ (۵) ۱۸ جون ۔ لاہور کے لئے عبدالحی صاحب مع اہل و عیال

ربوہ میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے چار روز سے بخار اور محترم سید ولی اللہ شاہ صاحب ناظر دعوۃ و تبلیغ ربوہ بخار سے بیمار ہیں ۔

۔۔۔۔۔۔ مکرم مولوی عبدالرحمٰن صاحب فاضل امیر مقامی ابھی تک ..... میں ہیں ان کی طبیعت بحال نہیں ہوئی ۔ ربوہ سے مکرم مولوی برکات احمد صاحب راجیکی نے ان کے متعلق اطلاع دی ہے کہ پہلے سے خفیف افاقہ ہے ..... سے ملاقات نہیں ۔

اخبار احمدیہ ربوہ و قادیان

ربوہ میں بجلی کی روکا افتتاح یہ خبر باعث مسرت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ربوہ میں بجلی کا انتظام ہو گیا ہے ۔ ۹ جون کی رات کو بجلی کی روکا افتتاح ہوا اور سب سے پہلے مسجد مبارک میں روشنی ہوئی ۔ اس موقعہ پر حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے نے کثیر احباب سمیت دعا فرمائی ۔

قومی قرضہ میں صدر انجمن کی شمولیت قادیان ۱۱ جون ۔ سردار ..... سنگھ صاحب ڈپٹی کمشنر ضلع گورداسپور قومی قرضہ کی فراہمی کے سلسلہ میں قادیان تشریف لائے صدر انجمن احمدیہ قادیان نے مبلغ دس ہزار روپیہ قومی قرضہ میں دیا ۔

قادیان میں والی بال ٹورنامنٹ قادیان ۸ جون ۔ ..... ہفتے یہاں ..... میموریل والی بال ٹورنامنٹ سکھ نیشنل کالج کی گراؤنڈ میں کھیلا گیا ۔ اس میں ضلع گورداسپور اور ضلع امرتسر کے لگ بھگ دس ٹیموں نے حصہ لیا ۔ سیمی فائنل کا میچ احمدیہ کلب قادیان اور سکھ نیشنل کالج کلب کے درمیان ہوا ۔ ۔ ۔ مقابلہ کے بعد احمدیہ کلب جیت گئی ۔ اسکے بعد فائنل کا میچ قادیان کلب اور احمدیہ کلب قادیان کے درمیان ہوا ۔ اس میں بھی احمدیہ کلب جیت گئی ۔ (رپتاپ جالندھر ۹ جون)

نوٹ :- یہ تیسرا سال ہے کہ متواتر احمدیہ کلب نے ڈسٹرکٹ چیمپئن شپ ٹورنامنٹ میں کامیابی حاصل کی ہے اسلئے اب ٹرافی مستقل طور پر ان کو مل گئی ہے ۔ صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ، اقبال صاحب بنگالی مولوی برکت علی صاحب گجراتی ، مرزا محمد اقبال صاحب ۔ محمد یوسف صاحب گجراتی ، سید حبیب علی صاحب بنگالی اس ٹورنامنٹ میں شرکت کرنے والوں کے اسماء ہیں ۔

پبلک جلسہ قادیان ۔ ۱۵ جون کل اور آج صبح از ..... میں ہاکیوں کا جلسہ ہوا ۔ پروفیسر یشونت رائے صاحب ایم ایل سی صدر آل انڈیا ..... جنرل سیکرٹری آل انڈیا ڈپریسڈ کلاسز لیگ دہلی ۔ گیانی گوپال داس جی ایم ایل اے ہوشیارپور چوہدری سنت رام جی نائب صدر پنجاب سٹیٹ ..... سبھا جلسہ کو مجالس میں شرکت کے لئے تشریف لائے تھے سلسلہ کی طرف سے مدعو کیا گیا اور چائے وغیرہ سے تواضع کی گئی ۔ سلسلہ کا لٹریچر پیش کیا گیا گفتگو میں اس امر کا بھی ذکر آیا کہ جماعت احمدیہ اصولی طور پر باخلاف فرقہ وارانہ میں یقین نہیں رکھتی اور اسکی روش ہمیشہ پرامن رہی ہے ۔ جماعت کی طرف سے محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ۔ مکرم شیخ عبدالحمید صاحب عاجز اور خاکسار ..... نے شرکت کی ۔ آخر پر گروپ فوٹو بھی لیا گیا

زائرین قادیان ذیل کے احباب قادیان کی زیارت کے لئے تشریف لائے ۔

(۱) ۱۱ جون لاہور سے فضل الٰہی خان صاحب ۲۴

بھائی عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے دی آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا ۔

شذرات

مُشک آنست کہ خود ببوید

پنڈت گنگا رام جی شرما داچسپتی ۔ قادیاں آریہ سماج کے اداروں اور پرچار کا ذکر کرتے ہوئے ہفت روزہ "آریہ ویر" جالندھر میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"اپدیشک لوگوں کی سرکاری محکمہ کی طرح ایک سروس بن گئی ہے۔ انگریزی خواں فیشن زدہ بابوؤں کے ماتحت انہیں کام کرنا پڑتا ہے ..... پبلک میں جاری جلسہ ہو اس کے لئے ان کو ویدمنتروں کی بجائے اچھے اچھے مزاحیہ لطیفے۔ کہانیاں ..... یاد کرنی پڑتی ہیں۔ بعض کو سینما کی طرزوں کے رنگ میں ڈوبے ہوئے بھجن ڈھونڈھنے پڑتے ہیں۔ میں حیران ہوں کہ یہاں قادیان میں مسلمان مرزائیوں کا سالانہ جلسہ ہوتا ہے۔ اس میں نہ تو لطیفے ہی کہے جاتے ہیں۔ نہ ہی سازباز کے ساتھ بھجن اور سینما کی طرزیں ہی گائی جاتی ہیں۔ نہ بزرگوں کے سوانگ رچائے جاتے ہیں۔ نہ ناٹک اور ڈرامے کھیلے جاتے ہیں۔ اور نہ بال سنوارے۔ فیشن میں غرق پوڈر لونڈر لگائے نیم برہنہ لڑکیاں ہی نچائی جاتی ہیں۔ اور نہ ہی ان نیتاؤں کے جلوس نکالے جاتے ہیں۔ لیکن جلسہ کی رونق دیکھنے کے قابل ہوتی ہے پھر بڑے عالمانہ۔ اسلامی تعلیم کے رنگ میں رنگے ہوتے ہیں۔ قرآن کریم کے حقائق بتلائے جاتے ہیں۔ حاضری کا یہ عالم کہ آریہ سماج کے جلسہ میں بھی اتنی نہیں ہوتی۔ یو۔ پی سی۔ پی۔ بہار۔ پاکستان سے لوگ آکر شامل ہوتے ہیں۔ ان کا اتحاد بھی قابل تعریف ہے ڈسپلن اور انتظام بھی توصیف کے قابل ہیں۔ تبلیغی سپرٹ قابل تقلید اور پابندی نماز تلاوت قرآن قابل رشک ہوتی ہے۔"

(۵/۴ ۲۴ صلہ)

دی۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ مسلمان کسی غیر مسلم حکومت کا وفادار نہیں ہو سکتا ..... امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے نزدیک ممکن ہی نہیں کہ کوئی مسلمان کسی غیر مسلم حکومت کا وفادار ہو سکے۔ تحقیقاتی کمشن نے شاہ صاحب سے سوال کیا کہ مسلمان کو کافر حکومت کے احکام پر عمل کرنا چاہیئے۔ انہوں نے جواب دیا۔ ہرگز نہیں۔ اس پر سوال ہوا۔ کہ کیا ہندوستان کے چار کروڑ مسلمان اپنی مملکت کے وفادار ہو سکتے ہیں؟ جواب ملا قطعاً نہیں۔

سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے اس فتویٰ کے بعد ہندوستان کے ہندو ہندوستان کے مسلمانوں کی وفاداری پر شک کریں تو یہ شاہ صاحب کے فتویٰ کے عین مطابق ہے۔ شاہ صاحب جو کچھ کہہ رہے ہیں ایک مفتی یا عالم اسلام کی حیثیت سے ہیں۔ ایسی حالت میں جب تک ہندوستان کے مسلم علماء شاہ صاحب کے مقابلہ پر یہ اعلان نہ کریں۔ کہ مسلمان غیر مسلم حکومت کے وفادار ہو سکتے ہیں تب تک ان کی وفاداری پر شک بنا رہے گا یہ نہیں کہ احرار کے امیر شریعت کا ہی یہ فتویٰ ہے۔ مولانا مودودی کی جماعت اسلامی بھی یہی مانتی ہے۔ چنانچہ جب اس جماعت کے ایک نمائندہ میاں محمد طفیل اس تحقیقاتی کمشن کے سامنے پیش ہوئے۔ تو کمشن نے ان سے سوال کیا کہ بقول آپ کے دنیا میں پچاس کروڑ مسلمان آباد ہیں۔ اور مسلم ممالک میں بیس کروڑ۔ اگر مذہب کی بناء پر امتیازی سلوک روا رکھا جائے تو کیا یہ تیس کروڑ مسلمان شہری حقوق سے محروم نہیں ہو جائیں گے؟ اور کیا وہ لکڑہارے اور سقے بن کر نہ رہ جائیں گے؟ جواب ملا کہ یہ لوگ غیر مسلم حکومت کے وفادار نہیں ہو سکتے نہ اس کے عہدے قبول کر سکتے ہیں۔" (۵/۴ ۷ ")

یہ ہیں کشتی اُمت مسلمہ کے ناخدا۔ دین تو ڈبو چکے تھے دنیا بھی تباہ کرنے کی قسم کھا چکے جماعت احمدیہ کا اصول ہے۔ کہ ہر ملک کے باشندے اپنے ملک کی حکومت کے وفادار رہیں۔ یہی اسلامی تعلیم ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام ایک کافر بادشاہ کے معتمد تھے اور آپ نے خود اصرار کرکے اپنا عہدہ حاصل کیا تھا۔ اب تو خویش و اغیار کے نزدیک یہی اصول درست ٹھہرا۔ کاش مسلمان لقمۃ الکبیر کی آنکھوں سے دیکھیں یہ بیچارے نبی لیڈر ہمارا سچا ہی یا دستِ راست۔

مسلمانانِ ہند کی وفاداری

روزنامہ پرتاپ مسلمانانِ ہند کی وفاداری کے تعلق میں لکھتا ہے:۔

"لیکن آج میں اس سوال کا ایک اور پہلو سے جواب دینا چاہتا ہوں۔ مسلمان بھارت سرکار کے وفادار نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ یہ ایک غیر مسلم حکومت ہے۔ یہ میں نہیں کہتا تو اسلام کے بڑے بڑے علماء کہتے ہیں۔ پنجاب کے احمدی فسادات کی تحقیقات کے لئے جسٹس منیر اور جسٹس کیانی کا جو کمشن مقرر ہوا۔ اس کے سامنے علماء نے جو شہادت

مسلمانوں کی وفاداری کا ثبوت

معاصر "پرتاپ" تحریر کرتا ہے:۔

"ہندوستان کے مسلمانوں کی سب سے بڑی شکایت یہ ہے کہ ہندوستان کے تبیں ہماری وفاداری پر شک کیا جاتا ہے۔ ہم سے وفاداری کی ضمانت مانگی جاتی ہے۔ اور بار بار کہا جاتا ہے۔ کہ ہندوستان میں رہ سکتے ہو لیکن اس کے وفادار بن کر ..... اس کا جواب یوں دیا جا سکتا ہے کہ پاکستان کے قیام کے بعد مسلمانوں کا جو رویہ رہا ہے اس پر نگاہ ڈالو اور پھر کہو کہ کیا تمہاری وفاداری شک و شبہ بالاتر ہے"۔

(۵/۴ ۷ ")

اور پھر بعض مسلمان لیڈروں کے وفاداری کے اقرار کے باوجود پاکستان چلا جانے کا ذکر کیا ہے۔

"پرتاپ" کے نزدیک چونکہ بعض مسلمان لیڈر تقسیم ملک کے بعد کچھ عرصہ بھارت میں قیام کرکے پاکستان چلے گئے اس لئے تمام قوم مسلم کی وفاداری مشکوک ہو گئی اگر مولانا آزاد نے انتہائی وفاداری دکھائی اور ان کو اتنا قابل اعتماد سمجھا گیا کہ وہ آل انڈیا کانگرس کے صدر بنائے گئے۔ اور اب بھی کانگرس میں پنڈت نہرو کے بعد سب سے اعلیٰ پایہ کے سمجھے جاتے ہیں۔ اور ان کی ملک سے غیر حاضری میں قائم مقام وزیر اعظم ہوتے ہیں۔ اور میر رفیع احمد قدوائی نے بھارت کے غذائی مسئلہ کو بہترین رنگ میں حل کر دیا۔ اور یہ دونوں مرکزی کابینہ کے ممبر ہیں۔ اسی طرح صوبہ جات میں وزارت کے عہدوں پر بعض مسلمان فائز ہیں۔ کشمیر میں بریگیڈیئر عثمان نے بھارت کی خاطر جان دے دی مسٹر آصف علی گورنر بنائے گئے۔ بعض ممالک کے سفارت خانوں میں انتہائی ذمہ دارانہ عہدوں پر مسلمان ممتاز ہیں۔ کیا یہ سب کچھ اعتماد اس لئے کیا جاتا ہے کہ مسلمان قوم یا اس کے لیڈر غیر وفادار ہیں؟ اگر چند ایک کے باعث تمام قوم پر ایسا الزام لگنے لگے تو تمام ہندو غیر وفادار قرار دینے پڑیں گے جن کا ایک فرد گاندھی جی جیسی شخصیت کو موت کے گھاٹ اتارنے کے نار وا فعل کا مرتکب ہوا۔ ہزارہا لوگ جو غیر مسلم ہیں حکومت کی پالیسی کے خلاف ہیں۔ غور فرمایئے اگر مسلمانوں پر الزام قائم ہوتا ہے تو غیر مسلموں پر کیوں نہیں؟ نیز کیا مسٹر منڈل جو عرصہ تک پاکستان میں وزیر رہے بعد ازاں بھارت نہیں آگئے۔ نیز کیا ہزاروں ہندو مشرقی پاکستان سے بھارت نہیں چلے آئے۔ پھر کیا ساری ہندو قوم غیر وفادار قرار نہ دی جائے گی؟

مودودی تحریک

محمد عبدالحی صاحب مدیر الحسنات تحریک اسلامی کے نقیب سہ روزہ "دعوت" دہلی میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"دنیا میں جو مسلمان پائے گئے یا آج پائے جاتے ہیں ان سب کو اس اعتبار سے دو قسموں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ ایک قسم وہ جو خدا اور اس کے رسول کا اقرار کرتے ہیں ..... لیکن اپنے مذہب کو اپنی کل زندگی کا محض ایک حصہ یا ایک شعبہ بنا کر رکھتے ہیں ..... بیسیوں حیثیتیں ایسی موجود ہوتی ہیں جن کی رو سے انہیں اپنی اس حیثیت سے کوئی تعلق نہیں ہوتا جو حیثیت اسلام مقرر کرتا ہے۔

دوسری قسم کے مسلمان وہ ہیں جو اپنی تمام حیثیتوں سمیت اسلام میں داخل ہوتے ہیں ......

یہ دو قسم کے مسلمان حقیقت میں ایک دوسرے سے بالکل مختلف ہیں۔ چاہے قانونی اعتبار سے دونوں پر لفظ مسلمان کا اطلاق کیوں نہ ہوتا ہو پہلی قسم کے مسلمانوں کا کوئی کارنامہ اسلام کی تاریخ میں قابل ذکر نہیں ہے ..... اللہ تعالےٰ نے اپنے انبیاء کو اس لئے مبعوث نہیں فرمایا تھا کہ وہ اس قسم کے مسلمان تیار کریں۔ اللہ کی کتابیں اس لئے نازل نہیں ہوئی تھیں .....

"دراصل جو مسلمان خدا کو مطلوب ہیں جنہیں تیار کرنے کے لئے انبیائے کرام کو مبعوث فرمایا گیا۔ اور وحی و ہدایت کا سلسلہ قائم کیا گیا اور جن کے ہاتھوں دنیا سے فساد اور بے چینی کا غلبہ مٹا اور امن و سلامتی کی فضا قائم ہوئی۔ وہ صرف دوسری ہی قسم کے مسلمان ہیں۔

"تحریک اقامت دین کا پروگرام مسلمانوں میں سے ایسے مسلمان چھانٹ نکالنا اور ایسے ہی مسلمانوں کا تیار کرنا ہے۔" (سہ روزہ دعوت دہلی ۵/۴ ۱۲ صلہ)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہی فرمایا تو مودودی قسم کے لوگوں کے منہ سے غیظ و غضب سے جھاگ چھوٹنے لگی جعفرنا العام مسلمان را مسلمان باز کردند" احمد میں یہ دو قسم کے مسلمانوں کا ذکر ہے۔ یعنی جو ظاہر مسلمان کہلاتے ہیں ان کو حقیقی مسلمان بنایا جائے گا۔ خدا لگتی کہیئے کیا مودودی کا بھی یہی منشاء نہیں کہ بعض مسلمان نام کے مسلمان ہیں حقیقت اسلام ان میں موجود نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی موجودہ زمانہ کے متعلق فرمایا تھا کہ لا یبقی من الاسلام الا اسمہ ( ) کہ اسلام کا صرف نام ہی رہ جائے گا۔ کیا مولانا حالی اور ڈاکٹر اقبال اسی امر کا مرثیہ نہیں کہتے رہے کہ مسلمانی باقی نہیں رہی؟

خطبہ جمعہ

اگر تم خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کر لو تو ساری مصیبتیں اور کوفتیں دور ہو جائیں اور راحت کے سامان پیدا ہو جائیں!

ربوہ میں رہنے والوں کا فرض ہے کہ وہ نیک نمونہ دکھائیں اور اپنی اصلاح کی کوشش کریں

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۲۱ رمئی ۱۹۵۴ء بمقام ربوہ

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-
میں نے جماعت سے بہت کچھ کہنا ہے۔
لیکن

میری صحت

اس بات کی اجازت نہیں دیتی کہ لمبا بول سکوں اس لئے ان فردی باتوں کو میں ابھی ملتوی کرتا ہوں۔ میں نماز پڑھانے آج آیا ہوں۔ لیکن چونکہ ابھی کھڑا ہو کر نماز نہیں پڑھا سکتا۔ اس لئے میں بیٹھ کر نماز پڑھاؤں گا۔ باقی دوست حسب سنت کھڑے ہو کر نماز پڑھیں

ربوہ کی بنیاد کی غرض

یہ تھی کہ یہاں زیادہ سے زیادہ نیکی اختیار کرنے والے اور دیندار لوگ آباد ہوں لیکن جو رپورٹیں میرے پاس آتی رہتی ہیں، ان سے پتہ لگتا ہے کہ ربوہ میں رہنے والوں میں سے ایک حصہ میں دین کی حس بہت کم ہے۔ میں اس کا کسی اور سے مقابلہ نہیں کرتا۔ میں یہ نہیں کہتا کہ دوسری فرقوں اور جماعتوں سے ان کی دین کی حس کم ہے۔ لیکن میں یہ ضرور کہوں گا کہ اس مقام کے لحاظ سے جس نیکی کی ضرورت تھی۔ وہ ان میں نہیں پائی جاتی۔ حالانکہ یہ ایک مقام کی بنیاد اس لئے رکھی گئی تھی۔ کہ وہ

دین کی اشاعت کا مرکز

ہو۔ تو وہاں بسنے والوں کو اس غرض سے بسنا چاہیئے تھا کہ وہ یہاں رہ کر دین کی اشاعت میں دوسروں سے زیادہ حصہ لیں گے۔ حال ہی میں ایک لمبی فہرست میرے پاس ان لوگوں کی پہنچی گئی ہے۔ جو ربوہ میں رہتے ہیں اور کمائی بھی کرتے ہیں۔ اور یہاں ان میں سے ایک تعداد سلسلہ سے امداد کی بھی درخواست کرتی رہتی ہے۔ لیکن اپنی آمد میں سے ایک پیسہ بھی چندہ میں ادا نہیں کرتے
اسی طرح بعض لوگوں کی بداعمالیاں اور نادانیاں دوسروں کے لئے

ٹھوکر کا موجب

بن جاتی ہیں۔ مثلاً شریعت کہتی ہے۔ کہ بیمار روزہ نہ رکھے۔ پس اگر کوئی شخص بیمار ہے اور وہ روزہ نہیں رکھتا۔ تو شریعت اسے ایسا کرنے کی اجازت دیتی ہے۔ لیکن وہ اس سے یہ توقع بھی رکھتی ہے کہ وہ دوسروں کے لئے ٹھوکر کا موجب نہ بنے۔ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام نے کہا ہے بدقسمت ہے وہ انسان جو دوسروں کے لئے ٹھوکر کا موجب بنتا ہے۔

روزہ نہ رکھنے کی اجازت

اور چیز ہے۔ اور دوسروں کے لئے ٹھوکر کا موجب بننا بالکل اور چیز ہے جو شخص معذور ہے بیمار ہے اور وہ روزہ نہیں رکھتا۔ اس کے گھر والے تو جانتے ہیں کہ وہ کسی معذوری یا بیماری کی وجہ سے روزہ نہیں رکھتا۔ اگرچہ گھر والوں کو بھی اس کے متعلق بتانا پڑتا ہے۔ کیونکہ بچے نہیں سمجھتے کہ ہمارا باپ کمزور ہے یا اتنا بڈھا ہو گیا ہے۔ کہ شریعت اسے روزہ نہ رکھنے کی اجازت دیتی ہے۔ اس لئے بچوں کو سمجھانا پڑتا ہے کہ بوڑھوں کے لئے احکام اور ہیں۔ اور تم

نوجوانوں کے لئے احکام

اور ہیں۔ بہرحال گھر والے تو یہ جانتے ہیں کہ فلاں شخص معذور ہے۔ اس لئے روزہ نہیں رکھتا۔ لیکن باہر کے لوگ یہ نہیں جانتے کہ وہ کسی معذوری اور بیماری کی وجہ سے روزہ نہیں رکھ رہا۔ اس لئے جب وہ پبلک میں کھائے پیئے گا۔ تو اس کا دوسروں پر بُرا اثر پڑے گا۔

مجھے یہ شکایت پہنچی ہے

کہ ربوہ میں بعض لوگ بازاروں میں کھا لیتے ہیں۔ اور بعض لوگ پبلک میں سگریٹ پیتے ہیں۔ سگریٹ کو ہم حرام تو نہیں کہہ سکتے لیکن سگریٹ نوشی ایک لغو کام ضرور ہے اگر کوئی شخص سگریٹ نوشی کا عادی ہو جاتا ہے یا ڈاکٹروں نے اس کے متعلق یہ کہہ دیا ہے کہ اب یہ سگریٹ نوشی چھوڑ نہیں سکتا۔ اگر چھوڑے گا تو اس کی صحت بگڑ جائے گی۔ تو کم از کم اس میں اتنی حیا اور

قومی درد

تو ہونا چاہیئے۔ کہ وہ گھر میں چھپ کر سگریٹ نوشی کرے۔ اگر وہ بیمار ہے، یا کسی اور عذر کی وجہ سے روزہ نہیں رکھتا۔ تو گھر میں بیٹھ کر کھائے پیئے۔ ایسی جگہ پر نہ کھائے پیئے جہاں لوگوں کو اس کے متعلق یہ علم نہیں کہ وہ معذور ہے۔ اس لئے روزہ نہیں رکھتا۔ اگر کسی شخص کو بڑھاپا معذور ہونے کی وجہ سے شریعت نے روزہ رکھنے سے معذور قرار دیا ہے اور وہ

بازاروں میں کھاتا پھرتا ہے

یا سگریٹ نوشی کرتا ہے۔ تو اس کو دیکھ کر نوجوان یہ سمجھیں گے کہ رمضان کے مہینہ میں جب ہمارے بزرگ بازاروں میں کھاتے پیتے ہیں تو ہمارے لئے بھی اس میں کوئی حرج نہیں۔ مثلاً اس سال میں بیمار ہوں اس لئے میں روزے نہیں رکھتا۔ ایک دن میری ایک بیوی نے دن کے وقت میرے ساتھ کھانے پر دو بچوں کو بٹھا دیا۔ میں نے اسے کہا کہ ان بچوں میں اتنی عقل نہیں کہ وہ سمجھ سکیں۔ کہ ان کا کوئی بزرگ کسی بیماری یا عذر کی وجہ سے روزہ نہیں رکھتا۔ تم نے انہیں میرے ساتھ کھانے پر بٹھا کر انہیں روزہ نہ رکھنے پر دلیر بنایا ہے۔ بے شک میں بیمار ہوں۔ اور میں روزہ نہیں رکھتا۔ لیکن دن کو کھانے پر میرے ساتھ بٹھانے کے یہ معنے ہیں کہ یہ بچے کہیں گے

رمضان کے مہینہ میں

دن کے وقت اپنے باپ کے ساتھ کھانا کھایا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ روزہ نہ رکھنے میں کوئی حرج نہیں۔ حالانکہ معذوری میں روزہ نہ رکھنے کی اجازت اور عام حالات میں روزہ نہ رکھنے میں فرق ہے۔ پس انہیں میرے ساتھ نہ بٹھاؤ۔ تا کہ بڑے ہو کر انہیں

روزہ ترک کرنے پر دلیری

پیدا نہ ہو۔
پس بے شک بعض معذوریاں ایسی ہیں جن کی وجہ سے روزہ نہ رکھنے کا شریعت نے حکم دیا ہے۔ لیکن ان کی وجہ سے

بازاروں میں کھانا پینا درست نہیں

کیونکہ دوسرے لوگوں کو حالات کا علم نہیں ہوتا اور وہ ٹھوکر کھا جاتے ہیں۔ اس وجہ سے جب بھی میں بیٹھ کر نماز پڑھاتا ہوں۔ میں یہ کہہ دیتا ہوں۔ کہ بیمار ہونے کی وجہ سے میں ایسا کروں گا۔ کیونکہ ہو سکتا ہے۔ بعض لوگ جب مجھے بیٹھ کر نماز پڑھاتے دیکھیں۔ تو وہ بھی بیٹھ کر نماز پڑھنا شروع کر دیں۔ حالانکہ صحت کی حالت میں بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز نہیں پچھلے دنوں میں تو میرے لئے بیٹھ کر نماز پڑھنے کا بھی سوال نہیں تھا۔ کیونکہ میں نہ سر کو ہلا سکتا تھا اور نہ جھکا سکتا تھا۔ بلکہ

حملہ کے شروع ایام میں

تو میں صرف انگلی سے اشارہ کر سکتا تھا۔ گویا چارپائی پر جسم پڑا ہے۔ اور انگلی کے ساتھ ہی رکوع اور سجدہ ہو رہا ہے مجھ میں اتنی طاقت نہیں تھی۔ کہ سر ہلا سکوں۔ اب دیکھنے والا میری معذوری سے واقف نہیں تو وہ میری

نقل کرنا شروع کر دے گا۔ اور شکوک کھائے گا اس لئے میں بیساکھی بیٹھ کر نماز پڑھاتا ہوں۔ تو دوستوں کے سامنے اپنی معذوری بیان کر دیتا ہوں۔

پس میں ربوہ والوں کو اس طرف توجہ دلاتا ہوں۔ کہ

وہ اپنی اصلاح کریں

ورنہ میرے لئے اس کے سوا اور کوئی طریق باقی نہیں رہے گا۔ کہ میں ان میں سے بعض کو ربوہ یا جماعت سے نکالنا شروع کر دوں۔ تم یہ مت سمجھو۔ کہ میرا ایسا کرنا جماعت کی کمزوری کا موجب ہو گا۔ یہ جماعت کی کمزوری کا موجب نہیں۔ بلکہ اس کی تقویت کا موجب ہو گا میں نے پریذیڈنٹوں کو اس سے قبل بھی بہت دفعہ توجہ دلائی ہے۔ لیکن شاید وہ خود بھی ان برائیوں میں مبتلا رہیں۔ اس لئے وہ ان کے ازالہ کے لئے کوئی کوشش نہیں کرتے۔ اب میں تمہیں آخری نوٹس دیتا ہوں۔ میرے پاس شکایات پہنچی ہیں۔ کہ ناظر صاحب امور عامہ نے بعض مجرموں کو جو سزائیں دی ہیں۔ وہ جنسی کے قابل ہیں۔ وہ لوگ ربوہ سے یا جماعت سے نکال دینے کے قابل تھے۔ لیکن ناظر صاحب امور عامہ نے انہیں دو دو روپیہ جرمانہ کیا ہے

اگر وہ شکایات درست ہیں

تو ناظر، و نائب ناظر امور عامہ کو بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ ان کو کسی نوٹس کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ وہ سلسلہ کے ملازم ہیں۔ دو تین دن میں میں تحقیقات کروں گا۔ اگر یہ الزام ثابت ہو گیا۔ تو میں انہیں سزا دوں گا۔

ہم مخالفین سے یہ اعتراض سنتے آ رہے ہیں۔ کہ ہم نے سیاسی طور پر ایک مرکز بنا لیا ہے۔ اگرچہ ہم نے کوئی سیاسی مرکز نہیں بنایا۔ ہم نے اس مقام کو محض اس لئے بنایا ہے۔ تا اشاعتِ دین میں حصہ لینے والے لوگ یہاں جمع ہوں۔ لیکن بہر حال دشمن یہ اعتراض کر رہا ہے۔ کہ ہم نے سیاسی مرکز بنایا ہے۔ اور جس غرض سے ہم نے یہ جگہ بنائی ہے۔ اگر وہ بھی پوری نہ ہو۔ تو ہمارا الگ شہر بسانے کا کیا فائدہ۔ ہم نے ساری دنیا کو اپنا دشمن بنا لیا۔ اور دوسرے لوگوں کو اعتراض کرنے کا موقعہ دیا۔ حالانکہ

ہمارا مرکز بنانے کا مقصد

وہ نہیں۔ جو دوسرے لوگ بیان کرتے ہیں۔ ہم تو ایسے مذہب سے تعلق رکھتے ہیں۔ جو حکومت کی اطاعت سکھاتا ہے۔ اگر آج پاکستان پر کوئی مصیبت آ جائے۔ تو ہمارے عقیدہ کے لحاظ سے اس کی خاطر سب سے پہلے قربانی کرنے والے احمدی ہوں گے۔ لیکن باوجود اس عقیدہ کے ہم پر سیاسی مرکز بنانے کا اعتراض کیا جاتا ہے۔ اور ادھر اس مرکز کے بنانے کی اصل غرض تھی۔ کہ دیندار لوگ اکٹھے جمع ہو جائیں۔ وہ

دین کی اشاعت

اور اس کی خاطر قربانی کریں۔ وہ بھی پوری نہ ہو۔ تو ایسا کرنے کا فائدہ کیا ہوا۔ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ ہماری یہ سکیم پوری نہ ہوئی۔ میرے پاس متواتر ایسی شکایات پہنچی ہیں۔ کہ یہاں ایک خاص طبقہ ایسا آباد ہو گیا ہے۔ کہ جن کی غرض محض یہ ہے کہ وہ باہر رہ کر کمائی نہیں کر سکتے۔ یہاں بیٹھ کر وہ روزی کما سکیں گے لیکن یہ جگہ روٹی کمانے کے لئے نہیں بنائی گئی۔ ایسے لوگوں کو جلد یا بدیر ربوہ سے نکلنا پڑے گا۔ اور اگر وہ یہاں سے نہیں نکلیں گے۔ تو ہم ان سے لین دین بند کر دیں گے۔ ان سے سودا نہیں خریدیں گے۔ ان کے جنازوں میں شامل نہیں ہوں گے۔ وہ بے شک یہاں رہیں۔ لیکن ہمارا ان سے کوئی تعلق نہیں ہو گا۔ اور جب سوائے منافقوں کے ان سے کوئی احمدی سودا نہیں لے گا۔ تو لازمی طور پر غیر لوگ ان سے دوستی رکھیں گے اور اس سے دوسرے لوگوں کو یہ پتہ لگ جائے گا۔ کہ وہ احمدیوں کے نہیں غیروں کے ہیں۔ اور اس سے ہمیں بھی فائدہ پہنچ جائے گا۔ میں

پریذیڈنٹوں کو بھی یہ نوٹس دیتا ہوں

کہ وہ اپنی اصلاح کریں۔ میرے پاس یہ شکایت پہنچی ہے کہ پریذیڈنٹ یونہی بنا دیئے جاتے ہیں۔ اور گو ناظر صاحب اعلیٰ نے کہا ہے کہ نمازیوں کو پریذیڈنٹ بنایا جاتا ہے۔ لیکن میرا خیال ہے۔ کہ پارٹی بازی کی وجہ سے بعض لوگوں کو آگے لایا جاتا ہے۔ ابھی ناظر صاحب بیت المال نے مجھے لکھا ہے۔ کہ میں نے پریذیڈنٹوں کو آٹھ دس چٹھیاں لکھی ہیں۔ لیکن ان میں سے ایک کا بھی جواب نہیں آیا۔ اگر یہ لوگ نمازی ہوتے ہیں تو ان میں کام کرنے اور قربانی کرنے کا شوق ہوتا اور اگر ان کے اندر کام اور قربانی کا شوق نہیں۔ تو یہ کتنا جھوٹ ہے کہ وہ نماز پڑھتے ہیں۔ اور یا پھر منافق ہیں۔ آخر منافق بھی تو دکھاوے کے لئے نمازیں پڑھتے ہیں۔

بہر حال اس چیز کی

اصلاح کی ضرورت ہے

اور اس کا پہلا فرض پریذیڈنٹوں پر عائد ہوتا ہے۔ جو اس میں بالکل ناکام رہے ہیں۔ آخر پریذیڈنٹ آج نہیں بنائے گئے۔ سالہا سال سے پریذیڈنٹ بنتے چلے آئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان ساری منافقتوں کے ذمہ دار پریذیڈنٹ ہیں۔ وہ رئیس المومنین نہیں بلکہ رئیس المنافقین ہیں۔ کیونکہ ان کے ہوتے ہوئے منافقت پنپی ہے۔ یہاں کے لوگوں نے سلسلہ سے فائدہ اٹھایا ہے۔ ہم سے منافع لیا ہے۔ لیکن سلسلہ کو چندہ نہیں دیا۔ ایسے لوگ صرف پریذیڈنٹوں کی وجہ سے یہاں آباد ہو گئے ہیں۔ اور ترقی کر رہے ہیں نظارت امور عامہ کا فرض ہے۔ کہ وہ ان لوگوں کا جائزہ لے۔ اگر ان کی غلطیاں ثابت ہو گئیں۔ تو انہیں بھی ربوہ سے نکلنا پڑے گا۔ کیونکہ انہوں نے باوجود سلسلہ سے تنخواہ لینے کے دیانتداری سے اپنے فرائض کو پورا نہیں کیا۔ اگر وہ تنخواہ لینے کے باوجود اپنے فرض کو ادا نہیں کرتے۔

اس کے یہ معنی ہیں

کہ منافق لوگ انہیں پانچ روپیہ دینا چاہتے ہیں۔ اور اپنے حق میں فیصلہ کرا لیتے ہیں۔ لوگوں میں تو یہ شکوہ عام ہے کہ نظارت امور عامہ کے کارکن روپیہ لے کر کام کر دیتے ہیں۔ لیکن میں اس سے ہمیشہ انکار کرتا آیا ہوں۔ اگر انہوں نے اپنی اصلاح نہ کی۔ تو مجبوراً مجھے بھی یہ بات ماننی پڑے گی۔ کہ وہ پیسے لے کر لوگوں سے سلوک ایسا سلوک کرتے ہیں۔ جس میں ناجائز طرفداری ہوتی ہے۔ ناجائز رعایت ہوتی ہے۔ اور ناجائز معافی ہوتی ہے۔ حالانکہ ناجائز رعایت بھی ناجائز ہے۔ اور ناجائز سزا بھی ناجائز ہے۔ پس تم یہاں رہ کر

نیک نمونہ دکھاؤ

اور اپنی اصلاح کی کوشش کرو۔ ہماری جماعت اس وقت کتنی مشکلات میں سے گزر رہی ہے سارے لوگ اس کے خلاف ہیں۔ یہودی ہمارے خلاف ہیں۔ عیسائی ہمارے خلاف ہیں۔ ہندو ہمارے خلاف ہیں۔ زرتشتی ہمارے خلاف ہیں مسلمان کہلانے والے بھی بطور فرقہ کے ہمارے خلاف ہیں۔ ویسے افراد کے لحاظ سے ان میں انصاف پسند بھی ہیں غرض تمہاری دنیا سے لڑائی مول لے کر یہاں جمع ہوئے۔ اگر پھر بھی تقویٰ و طہارت اور عدل و انصاف اپنے اندر پیدا نہیں کر سکے۔ تو تمہاری زندگی ایسی ہوئی کہ اپنوں نے بھی تمہیں ٹھکرا دیا۔ اور غیروں نے بھی تمہیں ٹھکرا دیا۔ حالانکہ دنیا میں عموماً ایسا ہوتا ہے کہ اگر کسی کو اپنے ٹھکرا دیتے ہیں۔ تو اسے غیروں کے پاس پناہ مل جاتی ہے۔ اور اگر غیر ٹھکرا دیتے ہیں۔ تو اپنے اس کی امداد کرتے ہیں لیکن تمہیں غیروں نے بھی ٹھکرا دیا۔ اور اپنوں نے بھی ٹھکرا دیا۔ پھر تمہیں یہاں رہنے کا کیا فائدہ حاصل ہوا۔ ایسے حالات میں ایک ہی صورت باقی رہ جاتی ہے۔ کہ تم

خدا تعالیٰ سے تعلق

قائم کرو۔ لیکن یہاں تو جھگڑا ہی یہ ہے۔ کہ تم نے خدا تعالیٰ کی رضا کو حاصل نہیں کیا۔ اگر تم اس کی رضا کو حاصل کر لو۔ تو ساری مصیبتیں کو نتیں دور ہو جائیں۔ اور راحت کے سامان پیدا ہو جائیں۔ ہماری یہاں آباد ہونے سے غرض یہ تھی۔ کہ لوگ بے شک ہمارے ساتھ دشمنی کریں۔ لیکن خدا تعالیٰ ہمارے ساتھ ہو۔ لیکن میں دیکھتا ہوں کہ تم اس کے لئے کوئی جد و جہد اور کوشش نہیں کر رہے۔ اور اگر تم نے جلد اصلاح نہ کی۔ تو مجھے مجبوراً تمہیں ربوہ سے یا جماعت سے نکالنا پڑے گا۔ جماعت میں ایک ایسی پارٹی پیدا ہو گئی ہے۔ جو کہتی ہے کہ ایسے لوگوں کو جماعت سے نہیں نکالنا چاہیئے۔ اس سے دوسرے لوگوں پر بڑا اثر پڑتا ہے۔ لیکن مجھے اس کا کوئی فکر نہیں۔ اگر انہیں یہاں سے نکالنے پر دوسروں کو تکلیف ہوتی ہے۔ تو وہ انہیں کراچی یا کسی اور شہر میں جگہ دے دیں۔ یہ جگہ ہماری ہے۔ اور وہ لوگ جو یہاں آباد ہوتے ہیں۔ یہ عہد کر کے آئے ہیں۔ کہ وہ

سلسلہ سے ہر رنگ میں تعاون

کریں گے۔ اب جو شخص اس وعدہ کو توڑتا ہے قانون اس کے خلاف ہے۔ اور جو وعدہ خلافی کرتا ہے ہم بہر حال اسے سزا دیں گے۔ اگر کوئی طبقہ ہمارے اس اقدام کے خلاف ہو گا تو وہ خود قانون شکنی کی حمایت کرے گا۔ ان کے پاس ہم سے زیادہ سامان موجود ہیں۔ اگر وہ اپنے سینے سے لگانا چاہتے ہیں۔ تو بے شک لگا لیں۔ اگر ہم یہاں کسی کو پچاس روپے ماہوار دیتے ہیں۔ تو وہ اسے دو ہزار روپے ماہوار دے دیں۔ ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔ لیکن وہ ہمیں اس بات پر مجبور نہیں کر سکتے۔ کہ جو شخص ہمارا نہیں۔ بلکہ

اپنے اخلاق کی وجہ سے

ہمیں بدنام کرتا ہے۔ ہم اسے یہاں ضرور رکھیں۔ جو ہمارا نہیں ہم اسے کیوں پالیں۔ ہم اس سے منہ موڑ لیں گے۔ کیونکہ اس نے خاص اخلاق دکھانے کا وعدہ کر کے اسے توڑ دیا۔ ایک وعدہ کر کے توڑنے والا کس مذہب و ملت میں امداد کا مستحق قرار دیا جاتا ہے؟

اخبار عالم احمدیت

مبلغ امریکہ تعلیم الاسلام ربوہ میں صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب کا عزم انڈونیشیا۔ سپین و بورنیو کی تبلیغ۔ وزراء ہالینڈ کی خدمت میں ترجمہ قرآن

ربوہ ۔ ۵ جون۔ کل بعد نماز عصر مسجد مبارک میں مجلس خدام الاحمدیہ حلقہ دار الصدر شرقی ربوہ کی طرف سے صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب کے اعزاز میں ایک الوداعی دعوت کا اہتمام کیا گیا موصوف اپنی بیگم صاحبہ سمیت تبلیغ اسلام کے لئے انڈونیشیا تشریف لے جا رہے ہیں۔

محترم سید محمود احمد صاحب ناصر نے اراکین مجلس خدام الاحمدیہ کی نمائندگی کرتے ہوئے صاحبزادہ صاحب موصوف کی خدمت میں ایڈریس پیش کیا۔ اور اس اعزاز پر جو انڈونیشیا میں مبلغ اسلام کی حیثیت سے انہیں حاصل ہونے والا ہے مبارکباد پیش کی۔ جواباً صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب نے اراکین مجلس خدام الاحمدیہ حلقہ دار الصدر اور دیگر حاضرین کا شکریہ ادا کیا۔ اور دعا کی درخواست کی کہ اللہ تعالیٰ انہیں اشاعت اسلام اور خدمت دین کے بلند اور پاک مقصد میں کامیابی اور فلاح عطا فرمائے۔

آپ کے بعد مکرم مولانا جلال الدین صاحب شمس نے جو اس تقریب کی صدارت کر رہے تھے۔ مختصر سی تقریر فرمائی اور ان امور کا ذکر کیا جو ایک مبلغ کے لئے تبلیغ کے میدان میں بنیادی اہمیت رکھتے ہیں ۔ حاضرین میں صحابہ کرام۔ ناظر صاحبان۔ وکلاء صاحبان اور بعض دوسرے احباب بھی شریک تھے۔ دعا کے بعد یہ تقریب اختتام پذیر ہوئی۔

ربوہ ۷ جون۔ کل مورخہ ۶ جون صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب اور ان کی اہلیہ محترمہ حضور پر نور کے ارشاد کے ماتحت اعلائے کلمۃ الحق کی خاطر انڈونیشیا جانے کے لئے ربوہ سے بذریعہ چناب ایکسپریس کراچی روانہ ہو گئے۔ آپ کراچی سے ۱۹ جون کو بحری جہاز کے ذریعہ انڈونیشیا روانہ ہوں گے۔

صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب سیدہ سارہ بیگم صاحبہ مرحومہ کے بطن سے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے بڑے فرزند ہیں۔ آپ پنجاب یونیورسٹی کے گریجوایٹ اور مولوی فاضل ہیں۔ اور ۱۹۵۲ء میں دینی تعلیم کے حصول کے بعد جامعۃ المبشرین سے "شاہد" کی ڈگری حاصل کر چکے ہیں۔ آپ کی بیگم صاحبہ سیدہ امۃ السمیع صاحبہ حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحب رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ہیں گزشتہ سال ماہ دسمبر میں آپ کی شادی ہوئی تھی۔

احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ صاحبزادہ صاحب اور ان کی بیگم صاحبہ کا حافظ و ناصر ہو۔ اور جس بلند مقصد کی خاطر وہ اپنے وطن سے دور جا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں اس میں کامیابی اور برکت عطا فرمائے۔

ربوہ ۔ ۲۷ مئی۔ مسجد مبارک میں زیر اہتمام جامعۃ المبشرین ایک اجلاس ہوا۔ جس میں حضرت بھائی عبد الرحمن صاحب قادیانی درویش نے ایک گھنٹہ کے قریب ذکر حبیب پر ایمان افروز حالات پر مشتمل تقریر فرمائی۔

تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ میں مکرم چوہدری خلیل احمد صاحب ناصر مبلغ انچارج امریکہ نے امریکہ کے اقتصادی۔ تمدنی اور تعلیمی حالات بیان کئے۔ دوران خوبیوں کا ذکر کیا جن پر کاربند ہو کر وہ ترقی کر رہا ہے۔ اور بتایا کہ اصل میں تمام محاسن کی جڑ اسلام ہے۔ لیکن مسلمانوں نے تعلیم الاسلام کو بہت حد تک نظر انداز کر دیا ہے۔ دوسری اقوام نے انہیں اپنا لیا ہے۔ امریکہ کی تبلیغی مساعی کا بھی آپ نے ذکر کیا کہ کس طرح ہم صحیح اسلامی روح کو قائم کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اس پر از معلومات اور دلچسپ تقریر کے بعد پندرہ بیس منٹ تک آپ نے طلباء کے سوالات کے جواب دیئے۔ بعد ازاں صدر جلسہ محترم صوفی محمد ابراہیم صاحب ہیڈ ماسٹر نے چوہدری صاحب کا شکریہ ادا کیا۔

مکرم مولوی عبد الرحمان صاحب مبلغ کراچی شدید طور پر علیل ہو کر فریش ہیں احباب دعائے صحت فرمائیں۔

مکرم چوہدری کرم الٰہی صاحب ظفر مبلغ سپین کی مع اہلیہ محترمہ سپین کو روانگی کا ذکر ایک گزشتہ اشاعت میں کیا جا چکا ہے۔ آپ نے بتایا کہ:۔

مسلمانوں نے سپین میں علوم و فنون اور سائنس کو بام عروج پر پہنچا دیا تھا یورپ کی موجودہ مادی ترقی اسی پودے کی خوشہ چینی ہے جسے مسلمانان اندلس نے لگایا تھا۔ سرزمین سپین سے مسلمانوں کا نکل جانا ایک دردناک کہانی ہے۔ یہ ایک ہی نشانی ہے کہ مسلمانوں نے وہاں اتنا لمبا عرصہ حکومت کی اور پھر وہاں سے ان کا نام و نشان ناپید ہو گیا لیکن پھر بھی عظمت رفتہ کا آثار قدیمہ سے پتہ چلتا ہے۔

بندرگاہوں جبرالٹر (جبل الطارق) القنطرہ۔ طارق۔ قادس وغیرہ اور قصبات و دیہات کے نام اب تک عربی ہیں۔ لوگوں کے چہروں سے بھی یوں معلوم ہوگا گویا آپ کسی اسلامی ملک سے گذر رہے ہیں۔ ان کے اکثر نام بھی عربی ناموں سے بگڑ کر بنے ہیں۔ اشبیلیہ کے مکانات بالکل مراکش۔ الجیریا۔ ٹیونس وغیرہ کے مکانات سے مشابہ ہیں۔ محل قصر الحمراء اور باقی شہر میں آب رسانی کا انتظام مسلمانوں کے وقت کا ہے۔

قرطبہ جو اسلامی زمانہ میں دار الخلافہ تھا ہر قسم کے علوم و فنون تجارت اور صنعت و حرفت کا مرکز تھا۔ وہاں ابھی تک ایک عالی شان مسجد موجود ہے۔ جو مسقف ہونے کے لحاظ سے دنیا کی سب سے بڑی مسجد ہے۔ اور فن تعمیر کا نہایت قیمتی نمونہ ہے۔ اس کے ایک حصہ میں گرجا بنا ہوا ہے اب اسے "گرجا مسجد" کہتے ہیں۔ محراب میں لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا ہے۔ مدینۃ الزہرا اس وقت لندن۔ نیو انگلش۔ نیو یارک اور پیرس وغیرہ سے بھی زیادہ اہمیت رکھتا تھا۔ طلیطلہ میں مسلمانوں کے عہد کی فصیل اور ایک مسجد ہے۔

گو اس ملک سے اسلام کا نام مٹ چکا ہے۔ لیکن ابھی اسلامی تہذیب و تمدن کا اثر باقی ہے۔ لندن پیرس وغیرہ کی نسبت سپین کے شہروں کے بازاروں میں اتنی کثرت سے عورتیں چلتی پھرتی نظر نہیں آتیں غیر شادی شدہ نوجوان لڑکیاں اکثر اپنے بھائی یا رشتہ داروں کے ساتھ باہر نکلتی ہیں۔ اگر گھریلو کام اور اولاد کی تربیت کی فکر رکھتی ہوئی گھروں میں رہتی ہیں۔ یورپین ممالک کی سی حیا سوز حرکات سپین میں کم نظر آتی ہیں۔ اہل سپین مذہب سے زیادہ محبت رکھتے ہیں۔ بین الاقوامی سیاسی حالات کے باعث اہل سپین اب مسلمان ممالک سے پہلے سے زیادہ قریب آ رہے ہیں۔ اور ان سے گہری دلچسپی رکھنے لگے ہیں۔ پرانا تعصب دور ہو رہا ہے۔ تعلیم یافتہ طبقہ میں یہ احساس عام طور پر پیدا ہو رہا ہے۔ اور اسے فخریہ طور پر بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ مسلمانوں کی اولاد ہیں۔ یہ تبدیلی مبارک اور ہمارے لئے خوشی کا باعث ہے۔ سپین یورپ کا ایسا ملک ہے۔ جس کا مسلمانوں کے ساتھ کم سے کم جھگڑا ہے۔ بلکہ اعلیٰ حکام نے اس امر کا اظہار بھی کیا ہے کہ اگر فرانس کی حکومت نے مراکش۔ ٹیونس۔ الجیریا کو آزادی دے دی تو ہم ہسپانوی مراکش کو آزاد کر دیں گے۔ اہل سپین میں اسلامی تعلیم سے متعلق معلومات حاصل کرنے کے لئے دلچسپی اور شوق پیدا ہو رہا ہے۔

چوہدری صاحب نے درخواست کی کہ احباب ان کی کامیابی کے لئے دعا فرمائیں۔

مکرم مولوی محمد سعید صاحب انصاری مبلغ بورنیو فرماتے ہیں۔ کہ جماعت نے ایک انگریزی نامیں مکرم ڈاکٹر بدر الدین احمد صاحب کی تالیف "اے نائیہ موومنٹ ان اسلام" حیات محمد اور اسلام کا اقتصادی نظام ڈاکٹر صاحب کے خرچ پر شائع کئے۔ یہاں امریکن احمدیہ مشن اور حضرت سیٹھ عبد اللہ الہ دین صاحب دکن کا لٹریچر بھی تقسیم کیا جاتا ہے۔ لٹریچر کو فروخت کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اس طرح کچھ رقم ملنے کے علاوہ لینے والا توجہ سے پڑھتا ہے۔ جماعتوں کی تربیت کے لئے دورے کئے جاتے ہیں جب کسی شاخ کا دورہ نہ ہو۔ تو وہاں باقاعدہ ہفتہ وار خطبات جمعہ بھیجے جاتے ہیں تاکہ تربیت جاری رہے۔

یہ مشن اپنے اخراجات خود برداشت کرنے کے علاوہ دوسرے مشنوں کی بھی امداد کرتا ہے۔ جماعت کی اکثریت باقاعدہ چندے ادا کرتی ہے۔ اس بارہ احباب آمد کا ۱/۴ ۲۴ فی صدی باقاعدگی سے ادا کرتے ہیں۔ ایک درجن موصی ہیں۔ تمام باروزگار افراد چندہ تحریک جدید ادا کرتے ہیں۔ صرف چندہ تحریک جدید ڈھائی ہزار ڈالر سالانہ ہوتا ہے۔ جزاہ مکرم ڈاکٹر صاحب اور بلحاظ جماعت یہاں سب سے زیادہ مالی قربانی کرتے ہیں۔ جماعت بورنیو سوشل کاموں میں پبلک اور حکومت سے تعاون کرتی ہے۔ بالعبد لڑکیجیم وغیرہ کے سیلاب زدگان کی امداد کے فنڈ میں گورنر اور ان کی بیوی نے صرف یکا سو ڈالر کی رقم دی۔ لیکن جماعت نے ایک صد ایک ڈالر دیئے۔

جماعت ایک ماہوار رسالہ نکالنے کیلئے حکومت سے اجازت حاصل کر رہی ہے۔ پارہ اول قرآن مجید کا نیز ادعیۃ القرآن اور ادعیۃ الرسول کا ترجمہ ہو چکا ہے۔ مرکز نے مکرم مرزا محمد ادریس صاحب فاضل کو بورنیو میں مبلغ کے قیام کی اجازت دی ہے جو غنقریب بورنیو مبلغین نیز تمام کی جماعتہائے اور مبلغین کی مساعی کو بابرکت بنائے اور دن دوگنی اور رات چوگنی ترقی کرنے کیلئے احباب دعا فرمائیں۔

امورِ سلطنت سے مذہب کا کوئی واسطہ نہیں مذہب ہر فرد کے ذاتی ایمان کا مسئلہ ہے! (قائدِ اعظم)

قائدِ اعظم چاہتے تھے کہ پاکستان کے ہر شہری کو بلا امتیاز نسل و گروہ اور عقیدہ و مذہب یکساں حقوق و مراعات حاصل ہوں

فسادات پنجاب کی تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ کا چوتھا باب

اس سوال کے متعلق کہ آیا احمدی دوسرے مسلمانوں کو بایں مفہوم کافر سمجھتے ہیں کہ وہ دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ ہمارے سامنے جو موقف اختیار کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ ایسے لوگ کافر نہیں ہیں۔ اور ان کے متعلق احمدیہ لٹریچر میں جہاں کافر کا لفظ آتا ہے۔ اس سے مراد کم تر درجے کا کفر ہے اور یہ کہ اس سے یہ ظاہر کرنا مقصود تھا کہ اس قسم کے لوگ دائرہ اسلام سے خارج تھے۔ ہم نے اخبارات میں احمدیوں کے متعدد سابقہ اعلانوں کو دیکھا ہے اور ہمیں وہ اس توجیہ کے سوا اور کسی توجیہ پر محمول نظر نہیں آتے۔ کہ جو لوگ مرزا صاحب کو نہیں مانتے وہ اسلام میں سے خارج ہیں۔ یہ کہا گیا ہے کہ وہ مسلمان جو رسول اکرم کے بعد کسی مامور من اللہ کے دعوے کو تسلیم نہیں کرتے۔ وہ خدا اور رسول کے منکر نہیں ہیں۔ اس لئے وہ اب بھی امت میں ہی شامل ہیں۔ یہ بات اس قسم کے سابقہ اعلانات سے کہ دوسرے مسلمان کافر ہیں کسی طرح مختلف نہیں ہے۔ در حقیقت یہ الفاظ بالواسطہ اس سابقہ عقیدے کی تائید کرتے ہیں۔ کہ ایسے لوگ صرف اس لحاظ سے مسلمان ہیں۔ کہ وہ رسول کی اُمت ہیں۔ اس سے انہیں حق حاصل ہے کہ اسلامی سوسائٹی معاشرہ کا رکن شمار کیا جائے۔ یہ بات اس بات سے مختلف ہے۔ کہ وہ مسلمان ہیں۔ اور کافر نہیں ہیں۔

احمدیوں کے خلاف آخری شکایت یہ ہے۔ کہ وہ احمدی عقائد کی شد و مد کے ساتھ تبلیغ کرتے ہیں۔ اس بارے میں جہانگیر پارک کراچی میں ۱۸ر مئی ۱۹۵۲ء کو چوہدری محمد ظفر اللہ خان کی تقریر کرنے پبلک جلسوں میں صدارت کرنے اور تحریک کے حق میں تقریریں کرنے کے متعلق بعض احمدی افسروں کی روش اور اُن لوگوں کو اپنا ہم عقیدہ بنانے کی کوشش کا حوالہ دیا گیا ہے۔ جن سے سرکاری طور پر اُن کا واسطہ پیدا ہوتا ہے۔ مقامی جنوں میں سرکاری افسروں کے عہدیدار بننے پر بھی نکتہ چینی کی گئی ہے۔ اس بارے میں مرزا بشیر الدین محمود احمد کی کوئٹہ والی تقریر کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔ جو ۱۳ر اگست ۱۹۴۸ء کے الفضل میں چھپی تھی۔ اس میں انہوں نے اپنی جماعت سے اپیل کی تھی۔ کہ وہ بلوچستان میں اپنے پروپیگنڈے کو زیادہ کر دیں تاکہ وہ صوبہ مزید جد و جہد کے لئے ایک بنیاد بن سکے۔ اسی طرح اُن کی اس تقریر کا بھی حوالہ دیا گیا ہے۔ جو انہوں نے ۱۹۵۱ء کے آخر میں صدر انجمن احمدیہ ربوہ کے سالانہ جلسہ میں کی تھی۔ اور الفضل ۱۶ر جنوری ۱۹۵۲ء میں شائع ہوئی تھی۔ اس تقریر کے دوران میں انہوں نے اپنے ماننے والوں سے اپیل کی تھی۔ کہ وہ اپنی تبلیغی جد و جہد کو بڑھائیں۔ تاکہ وہ لوگ جو ابھی تک جماعت میں شامل نہیں ہیں۔ وہ ۱۹۵۲ء کے آخر تک احمدیت کی آغوش میں آجائیں۔ ۱۱ر فروری ۱۹۵۲ء کے الفضل میں جو خطبہ شائع ہوا۔ اور جس میں احمدیوں کو ترغیب دلائی گئی تھی۔ کہ وہ صرف ایک محکمے مثلاً کے طور پر فوج میں ملازم ہونے پر زور نہ دیں۔ بلکہ دوسرے محکموں میں بھی ملازم ہوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ بعض احمدی افسروں کی ان رپورٹوں کا بھی حوالہ دیا گیا ہے۔ جو دینی تبلیغی مساعی کے بارے میں انہوں نے سیدنا کو ارسال کی تھیں۔

احمدیوں کا پروپیگنڈا پاکستان تک ہی محدود نہیں تھا۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ الفضل میں بعض ایسی رپورٹیں شائع ہوئی تھیں کہ دوسرے ممالک میں جو احمدی ہیں۔ ان کی تبلیغ کا نتیجہ کئی دفعہ اُن کے خلاف گڑبڑ اور حملہ کی صورت میں ظاہر ہوا۔ اسی قسم کا ایک واقعہ کوہاٹ میں بھی ہوا۔ جہاں ایک احمدی ڈپٹی کمشنر کے وقت میں بعض احمدی واعظ غیر احمدیوں کی دیہی آبادی میں گئے۔ جہاں اُن سے برا سلوک کیا گیا بالآخر یہ ہوا۔ کہ ایک نوجوان شخص نے ایک احمدی سکول ماسٹر کو قتل کر دیا۔ یہ نوجوان اُس جلسے کی تقریریں سُن کر آیا تھا۔ جو یہ احتجاج کرنے کے لئے منعقد کیا گیا تھا۔ کہ احمدی واعظین کے ساتھ بدسلوکی کرنے پر گرفتاریاں کیوں عمل میں لائی گئیں۔

یہ الزام بھی لگایا جاتا ہے کہ اس قسم کے شدید پروپیگنڈے سے مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو ٹھیس لگی۔ اور اس طرح اس مطالبہ کے لئے وجہ پیدا ہوئی۔ کہ احمدیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔ دورانِ سماعت میں احمدیوں کے لیڈروں کی بعض دوسری تحریریں بھی پیش کی گئی ہیں۔ جن میں مسلمانوں کو گویا دشمن قرار دیا گیا ہے۔ یا محض مسلمان تاکہ احمدیوں اور مسلمانوں میں فرق ظاہر ہوسکے۔

مطالبات کی نظریاتی بنیاد

احمدیوں اور مسلمانوں کے درمیان عقیدے کے ان اختلافات اور احمدیوں کی مساعی کے اس بیان کے بعد ہم یہ سمجھنے کے قابل ہوجاتے ہیں۔ کہ یہ تین مطالبات کن بنیادوں پر پیش کئے گئے۔ ہم پہلے ہی کہہ چکے ہیں۔ کہ تقریباً تمام علماء اس چیز پر متفق ہیں کہ یہ تینوں مطالبات اسلام کے متعلق ان کے اپنے تصور پر مبنی ہیں۔ مسٹر داؤد غزنوی۔ ماسٹر تاج الدین انصاری اور سید مظفر علی شمسی اور بعض دوسروں نے مزید دعویٰ کیا ہے۔ کہ یہ مطالبات قرار دادِ مقاصد کا نتیجہ ہیں۔ جسے پاکستان کی دستور ساز اسمبلی نے ۱۲ر مارچ ۱۹۴۹ء کو گرما گرم اور طویل بحث کے بعد منظور کیا تھا۔ ساری تحقیقات کے دوران میں ہر شخص کے نزدیک یہ امر مسلم رہا ہے۔ کہ مطالبات اس نظریئے کا نتیجہ ہیں جس کے بل بوتے پر پاکستان میں اسلامی ریاست کے قیام کا دعویٰ کیا گیا تھا۔ اور بعض حلقوں کی طرف سے اس کا وعدہ کیا گیا تھا۔ اس اعتبار سے مطالبے کی معقولیت یا نامعقولیت کا اندازہ کرنے کے لئے یہ معلوم کرنا ضروری ہے۔ کہ ایک اسلامی ریاست میں دوسرے لفظوں میں وہ چیز ہے جسے اسلام کا نام دیا جاتا ہے مسلم اور غیر مسلم رعایا کے حقوق میں بنیادی فرق ہیں۔ ان میں سے ایک فرق جس کا فوری طور پر ذکر کیا جاسکتا ہے۔ یہ ہے کہ اعلیٰ سطح پر غیر مسلموں کا ایڈمنسٹریشن سے تعلق نہیں ہوسکتا۔ اس لئے اگر احمدی مسلمان نہیں۔ بلکہ کافر ہیں۔ تو وہ ملک میں کسی اعلیٰ عہدہ پر فائز نہیں ہو سکتے۔ اس مفروضے کا نتیجہ وہ دو مطالبات تھے۔ جو چوہدری ظفر اللہ کی برطرفی اور کلیدی آسامیوں سے احمدیوں کو ہٹانے کے متعلق تھے۔ تیسرا مطالبہ جو احمدیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے سے متعلق تھا۔ اس لئے تھا۔ کہ کوئی احمدی مستقبل میں کسی ایسے عہدے پر فائز نہ کیا جائے۔ چونکہ مطالبات سے براہ راست پیدا ہونے والا یہ مسئلہ بنیادی نوعیت کا تھا۔ اور پاکستان نے مستقبل کے لئے بہت زیادہ اہمیت رکھتا تھا۔ اس لئے ہم علماء کی مدد سے اسلامی ریاست کے تصور اور اس کی پیچیدگیوں تک پہنچے۔ جنہیں اب ہم بیان کرتے ہیں۔

اسلامی ریاست

ہمارے سامنے بار بار یہ کہا گیا ہے کہ پاکستان کے مطالبے میں اسلامی ریاست کا مطالبہ مضمر تھا بعض متعدد رہنماؤں کی تقریروں کا یہی مطلب نکلتا ہے۔ جو پاکستان کے لئے جد و جہد کر رہے تھے۔ اسلامی ریاست یا ایک ایسی ریاست کا جس میں اسلامی قوانین کی حکومت ہو۔ حوالہ دیتے وقت ان رہنماؤں کے ذہن میں ایک ایسا سیاسی ڈھانچہ تھا۔ جو اسلامی عقیدے، شخصی قانون۔ اخلاقیات اور اداروں پر مبنی تھا۔ جس کسی نے بھی پاکستان میں اسلامی ریاست کے متعلق سنجیدگی سے سوچا ہے۔ وہ ان بے پناہ دشواریوں کو محسوس کرنے میں ناکام رہا ہے۔ جن سے اس قسم کی سکیم کی صورت دو چار ہونا لازمی ہے۔ یہاں تک کہ ڈاکٹر محمد اقبال نے بھی جنہیں شمال مغربی ہندوستان کی مسلم ریاست کا مفکر سمجھا جاتا ہے۔ اپنے ۱۹۳۰ء کے مسلم لیگ کے صدارتی خطبے میں کہا "ہندوؤں کو اس کا اندیشہ نہیں ہونا چاہئے کہ خود مختار مسلم ریاست کی تخلیق کا مطلب اس ریاست میں مذہبی حکومت کا قیام ہوگا۔ یہ اصول کہ ہر جماعت کو اپنے طریق پر آزادانہ ترقی کرنے کا حق حاصل ہے۔ کسی تنگ نظر مذہبی نظریئے سے پیدا نہیں ہوا"۔

قائدِ اعظم کی تقریر

جب ہم ذمہ داری کے سوال سے نپٹیں گے۔ تو ہمیں یہ اشارہ کرنے کا موقعہ ملے گا۔ کہ مذہبی بنیادوں پر ان تین مطالبات کے نفاذ کا مطالبہ جو سب سے اہم جماعتیں کر رہی ہیں۔ وہ سب اسلامی ریاست کے نظریئے کے خلاف تھیں یہاں تک کہ جماعت اسلامی کے مولانا مودودی کا بھی یہ نظریہ تھا۔ کہ نئی مسلم ریاست میں اگر وہ کبھی معرض وجود میں آئی۔ طرز حکومت صرف غیر مذہبی ہوسکتا ہے۔ تقسیم سے قبل قائد اعظم نے دنیا میں پاکستان کی جو سب سے پہلی تصویر پیش کی وہ رائٹر کے نامہ نگار مسٹر ڈون کیمپل سے ایک انٹرویو کے دوران میں پیش کی گئی تھی قائد اعظم نے کہا کہ نئی ریاست ایک جدید جمہوری ریاست ہوگی۔ جس کی خود مختاری کا انحصار عوام

اور نئی قوم کے ارکان برہوگا جنہیں بلا لحاظ مذہب و ذات و عقیدہ یکساں شہری حقوق حاصل ہوں گے۔ جب پاکستان رسمی طور پر نقشے پر ظاہر ہؤا۔ تو قائداعظم نے ۱۱ اگست ۱۹۴۷ء کو پاکستان کی دستور ساز اسمبلی میں اپنی یادگار تقریر میں اس اصول کے متعلق جس پر نئی ریاست کی بنیاد رکھی گئی تھی کہا:-

"تاہم اس تقسیم میں اقلیتوں کے دونوں ملکوں میں رہ جانے کو روکنا ممکن نہیں تھا۔ یہ بات ناگزیر ہو گئی تھی۔ اس کا کوئی اور حل بھی نہیں تھا۔ اب ہمیں کیا کرنا چاہیئے۔ اب اگر ہم اس عظیم مملکت پاکستان کو خوشحال اور شاد دہاں بنانا چاہتے ہیں۔ تو لوگوں بالخصوص عوام اور غرباء کی خوشحالی کی طرف توجہ کرنی ضروری ہے۔ اگر آپ ماضی کو فراموش کر کے تعاون سے کام کریں گے اور لڑائی کو ختم کر دیں گے۔ تو آپ کی کامیابی یقینی ہے۔ اگر آپ اپنا ماضی بدل دیں۔ اور اکٹھے مل کر اس جذبے سے کام کریں۔ کہ آپ میں سے ہر ایک اس چیز کی پرواہ کئے بغیر کہ وہ کس فرقے سے تعلق رکھتا ہے۔ اس بات کو فراموش کر کے کہ ماضی میں آپ سے ان کے کیا تعلقات تھے۔ یہ پرواہ کئے بغیر کہ اس کا رنگ نسل یا ذات کیا ہے۔ سمجھ لے کہ وہ اول آخر ایسی ریاست کا شہری ہے۔ جہاں اُسے دوسروں کے برابر حقوق مراعات اور فرائض حاصل ہیں۔ تو آپ کی ترقی کبھی ختم نہیں ہوگی اس بات پر میں جتنا بھی زور دوں کم ہے ہمیں اس جذبے سے کام شروع کرنا چاہیئے۔ اس طرح جلد ہی اقلیت اور اکثریت کے مختلف زاویہ ہائے نظر مٹ جائیں گے۔ یہ امتیازات ہندو اور مسلمان ہی کی صورت میں نہیں ہیں۔ خود مسلمانوں میں بھی پٹھان۔ پنجابی شیعہ۔ سنی وغیرہ ہیں۔ اسی طرح ہندوؤں میں برہمن۔ شودر۔ بنگالی اور مدراسی بھی ہیں۔ اگر آپ مجھ سے پوچھیں تو ہندوستان کے لئے آزادی حاصل کرنے کے راستے میں سب سے بڑی رکاوٹ یہی تھی۔ اگر یہ چیزیں نہ ہوں۔ تو ہم کبھی کے آزاد ہو چکے ہوتے کوئی طاقت دوسری قوم پر قابض نہیں رہ سکتی خاص طور پر چالیس کروڑ افراد کی قوم غلام نہیں رہ سکتی تھی۔ آپ کو کوئی ختم نہیں کر سکتا تھا۔ اور اگر ایسا ہو بھی جاتا۔ تو آپ پر کوئی زیادہ دیر حکومت نہیں کر سکتا تھا۔ اس سے ہم کو اس سے سبق حاصل کرنا چاہیئے۔ آپ آزاد ہیں۔ آپ کو اپنے مندروں میں جانے کی پوری آزادی ہے۔ آپ کو اپنی مسجدوں یا عبادت گاہ اور دوسری جانے کی پوری اجازت ہے۔ آپ چاہے کسی مذہب ذات یا نسل سے تعلق رکھتے ہوں۔ اس کا ریاست کے امور سے کوئی تعلق نہیں۔ جیسا کہ آپ کو علم ہے۔ تاریخ بتاتی ہے۔ کہ انگلستان میں کچھ عرصہ حالات اس سے بھی بدتر تھے۔ جیسے کہ اب ہندوستان میں ہیں۔ رومن کیتھولکس اور پراٹسٹنٹوں نے ایک دوسرے کو سزائیں دیں۔ اب تک وہاں بعض ایسی ریاستیں ہیں۔ جن میں امتیاز روا رکھا جاتا ہے۔ اور ایک خاص طبقے کے خلاف بندھن قائم ہیں۔ خدا کا شکر ادا کیجئے۔ کہ ہم اس ریاست کا آغاز اس قسم کے زمانے سے نہیں کر رہے ہم اس زمانہ سے شروع کر رہے ہیں۔ جب یہاں کوئی امتیاز نہیں ایک دوسرے فرقے۔ ذات۔ نسل کے درمیان کوئی تفریق نہیں۔ ہم اس بنیاد و اصول سے شروع کر رہے ہیں۔ کہ ہم سب ایک ریاست کے برابر کے شہری ہیں۔ انگلستان کے باشندوں کو کچھ عرصہ کے بعد حقائق کا مقابلہ کرنا پڑا۔ ان کے ملک کی حکومت نے ان پر جو فرائض عائد کئے تھے ان کو سرانجام دینا پڑا۔ اور وہ اس آگ سے قدم قدم سرگئے بڑھے۔ آج آپ انصاف کے ساتھ کہہ سکتے ہیں۔ کہ رومن کیتھولکس اور پراٹسٹنٹ وہاں موجود نہیں۔ اب وہاں صرف یہ ہے۔ کہ ہر شخص برطانیہ کا ایک مساوی شہری ہے اور وہ سب ایک قوم کے ارکان ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اب ہمیں اس بات کو اپنے نظریے کے طور پر سامنے رکھنا چاہیئے۔ آپ محسوس کریں گے کہ کچھ عرصے میں ہندو ہندو نہیں رہے گا اور مسلمان مسلمان نہیں رہیں گے۔ مذہبی نقطہ نظر سے نہیں۔ کیونکہ وہ ہر فرد کا ذاتی معاملہ ہے۔ بلکہ سیاسی طور پر ریاست کے "شہری کی حیثیت سے" قائداعظم پاکستان کے بانی تھے۔ انہوں نے تقریر تاریخ پاکستان کے پہلے سنگ میل پر کی۔ یہ تقریر محض انکی اپنی قوم کے لئے جس میں غیر مسلم بھی شامل ہیں یہ نہ تھی۔ بلکہ دنیا بھر کے لئے تھی۔ اور اس کا مقصد اس نصب العین کی تعیین و وضاحت تھا۔ جس کے حصول کی کوشش میں یہ نئی ریاست اپنی تمام مساعی وقف کر دیگی۔ اس تقریر میں ماضی کی تلخیوں کے بار بار حوالے ملتے ہیں۔ اور ماضی کو بدل کر لڑائی جھگڑا اور کو ختم کرنے کی اپیل کی گئی ہے۔ اس ریاست کی رعایا کے افراد کو ایسے شہری ہونا تھا جنہیں بلا امتیاز نسل و گروہ اور عقیدہ و مذہب یکساں حقوق و مراعات حاصل ہوں اس تقریر میں "قوم" کا لفظ کئی مرتبہ استعمال ہؤا ہے۔ اور کہا گیا ہے۔ کہ امور سلطنت سے مذہب کا کوئی واسطہ نہیں۔ مذہب فرد کے ذاتی ایمان کا مسئلہ ہے۔

ہم نے علماء سے استفسار کیا۔ آیا ریاست کا یہ تصور ان کے لئے قابل قبول ہے؟ اس کا جواب ہر ایک نے غیر مشتبہ طور پر نفی میں دیا۔ یہ جواب دینے والوں میں احرار اور سابق کانگرسی بھی تھے۔ جن کے نزدیک ملک سے پہلے تک یہ چیز جزو ایمان تھی۔ اگر مولانا امین احسن اصلاحی کی شہادت جماعت اسلامی کے نقطہ نگاہ کی ترجمانی صحت سے کرتی ہے۔ تو اس قسم کی ریاست ابلیس کی تخلیق ہے۔ ان کے اس بیان کی تصدیق ان کے رہنما اور جماعت اسلامی کے بانی مولانا ابوالاعلیٰ مودودی کی متعدد تحریروں سے ہوتی ہے۔ کوئی عالم ایسی ریاست کی حمایت نہیں کر سکتا۔ جس کی بنیاد قومیت اور اس کے مقتضیات پر رکھی گئی ہو۔ علماء کے نزدیک ملت اور اس کا پورا مفہوم کہ اس قسم کی ریاست میں نیست و نابود ثابت ہو سکتے ہیں۔

کہا جاتا ہے کہ دور حاضر کی قومی ریاست کے متعلق قائداعظم کا تصور ۱۲ مارچ ۱۹۴۹ء کو قرارداد مقاصد (کی منظوری) کے بعد داستان پارینہ ہو گیا۔ لیکن یہ بات آزادانہ تسلیم کی گئی ہے کہ ہر چند یہ قرارداد الفاظ و تراکیب اور جملوں کے لحاظ سے نہایت شاندار اور بلند آہنگ ہے۔ تاہم حقیقت میں یہ ایک ڈھونگ سے زیادہ کچھ بھی نہیں۔ اس میں اسلامی ریاست کے بنیادی تک کی صورت دکھائی نہیں دیتی اس کے برعکس قرارداد کی دفعات بالخصوص وہ جو بنیادی حقوق سے متعلق ہیں۔ اسلامی ریاست کے اصولوں کے صریحاً خلاف ہیں۔

اسلامی ریاست کیا ہے؟

سوال یہ ہے کہ وہ اسلامی ریاست کیا شے ہے جس کا ذکر تو ہر شخص کرتا ہے۔ مگر اس کے متعلق سوچنے کی زحمت کوئی بھی نہیں کرتا۔ اس کا جواب دینے سے قبل ہمیں ریاست کے فرائض کی نوعیت و وسعت کا تصور وضاحت سے ہونا چاہیئے۔

مسلمانوں کی تاریخ سے اسلامی ریاست کی کوئی نظیر جب علماء سے دریافت کی گئی تو ان میں اختلاف رائے پایا گیا۔ شیعہ عالم حافظ کفایت حسین نے رسول اکرم کے عہد کی حکومت کو مثال بنایا۔ مولانا داؤد غزنوی نے اس میں اسلامی جمہوریت کے ایام اور عمر بن عبدالعزیز سلطان صلاح الدین ایوبی سلطان محمود غزنوی محمد تغلق اور اورنگ زیب کے ادوار اور سعودی عرب کی موجودہ حکومت کو بھی اس میں شامل کیا۔ اکثر علماء نے اس جمہوریت پر انحصار کیا۔ جو ۶۳۲ء سے ۶۶۱ء تک تیس سال سے کچھ عرصہ کم عرصے کے لئے قائم رہی۔ اور بعض نے اس میں عمر بن عبدالعزیز کا مختصر عہد حکومت بھی شامل کیا۔ مولانا عبدالحامد بدایونی نے کہا۔ مثالی حکومت کا تفصیلی نقشہ علماء تیار کریں گے۔ ماسٹر تاج الدین انصاری کا اسلامی ریاست کے متعلق تصور جس قدر الجھا ہؤا تھا۔ اس کا اندازہ ان پر جرح کے حسب ذیل ٹکڑے سے ہو سکتا ہے۔

سوال کیا آپ تحریک خلافت میں شامل تھے؟ جواب۔ جی ہاں سوال۔ تحریک خلافت ہندوستان میں کب ختم ہوئی؟ جواب۔ ۱۹۲۲ء میں۔ اس وقت جب ترکوں نے اعلان کر دیا۔ کہ ان کا ملک غیر مذہبی ریاست ہے۔ سوال۔ اگر آپ سے کہا جائے کہ ترکوں کی طرف سے خلافت کے خاتمہ کے کافی دیر بعد تک بھی تحریک خلافت جاری رہی تو کیا یہ درست ہوگا؟ جواب جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے۔ خلافت کے خاتمہ کے ساتھ تحریک خلافت بھی ختم ہو گئی۔ سوال کہا گیا ہے کہ آپ ۱۹۲۵ء تک تحریک خلافت کے رکن رہے اور اس کے حق میں تقریریں کرتے رہے۔ کیا یہ درست ہے؟ جواب یہ بات درست نہیں ہو سکتی۔ سوال۔ کیا کانگرس نے خلافت میں دلچسپی لی؟ جواب۔ جی ہاں۔ سوال۔ کیا آپ کے لئے خلافت دینی اعتقاد کا معاملہ تھی یا محض ایک سیاسی تحریک تھی۔ جواب خالص دینی تحریک تھی۔ سوال۔ کیا تحریک خلافت کو مسٹر گاندھی کی تائید حاصل تھی۔ جواب۔ جی ہاں۔ سوال۔ تحریک خلافت کا مقصد کیا تھا؟ جواب انگریز ترکیہ میں خلافت کے ادارے کو زخم لگا رہا تھا۔ اور مسلمان انگریز کے اس موقف سے آزردہ تھا۔ سوال۔ تحریک کا مقصد مسلمانوں میں احیائے خلافت نہیں تھا؟ جواب۔ جی نہیں۔ سوال۔ کیا آپ کے نزدیک خلافت اسلامی طرز حکومت کا جزو لازم ہے؟ جواب۔ جی ہاں۔ سوال۔ پھر کیا آپ پاکستان میں خلافت قائم کرنے کے حق میں ہیں۔ جواب۔ جی ہاں۔ سوال۔ کیا مسلمانوں کا ایک سے زیادہ خلیفہ نہیں ہو سکتا۔ جواب جی نہیں۔ سوال۔ کیا خلیفہ پاکستان مسلمانان عالم کا خلیفہ ہوگا۔ جواب۔ ہونا تو ایسے ہی چاہیئے۔ لیکن ایسا ہوگا نہیں۔

سیاسی نظریات

سیاسی نظریات کی عمر تین ہزار سال کی

ہے۔ اس عمر کے ابتدائی حصے میں سیاست اور مذہب کو ایک دوسرے سے جدا نہیں کیا جا سکتا۔ سیاسی نظریات کی اس طویل عمر میں ذیل کے دو سوال ہمیشہ پیش نظر رہے ہیں۔

(۱) ریاست کے فرائض و وظائف کی حقیقی نوعیت کیا ہے۔

(۲) ریاست کس کے اقتدار و تسلط میں رہے گی۔

اگر ریاست کے فرائض و وظائف کی تعیین بہبود کے لفظ سے ہوتی ہے۔ خواہ وہ بہبود روحانی ہو یا دنیوی یا دونوں طرح کی۔ تو ایک عظیم تر سوال پہلے سوال سے فوراً یہ پیدا ہوتا ہے کہ حیات انسانی اور اس کے انجام کا مقصد کیا ہے؟

اس کے جواب میں مختلف زمانوں ہی میں نہیں بلکہ ایک ہی زمانے میں بھی بڑے مختلف نظریات رہے ہیں۔ مغربی افریقہ کے قبیلوں کا ابھی تک یہی خیال ہے کہ ان کے دیوتا "کمبہ" نے انہیں جنگل میں شکار کھیلنے اور ناچنے گانے کے لئے بھیجا ہے۔ ایپکیوریوں نے جب یہ کہا تھا کہ زندگی کا مقصد "کھاؤ پیؤ اور عیش اڑاؤ۔ کیونکہ موت ان تمام مسرتوں کا خاتمہ کر دیتی ہے۔" تو ان کا بھی کم و بیش یہی مطلب تھا۔ افادی اپنے نظام فکر میں مختلف اداروں کی بنیاد اس مفروضے پر رکھتے ہیں کہ حیات انسانی کا مقصد آخرت سے بے پرواہ ہو کر ذہن و بدن کے خوشگوار محسوسات سے استفادہ ہے۔

اس نظریے کے قائل تھے کہ تمام مادی خواہشوں کو روکا اور گھٹایا جائے۔ ریوقیین کلبۂ رہائش کے لئے ایک ٹب کافی سمجھتا تھا۔ جرمن فلسفیوں کا خیال ہے کہ فرد ریاست کے لئے زندہ رہتا ہے۔ اس لئے زندگی کا مقصد ریاست کی ہر اس طریق سے خدمت ہے جس طرح وہ اس سے خدمت لینے کی خواہش اور مقدرت رکھے۔ قدیم ہندو فلسفی کھوسے کی منطق اور اس کے قدرتی نتائج و عواقب یعنی قدرتی انتخاب اور جہد بقا پر یقین رکھتے تھے۔ ریاست کا ساحلی نظریہ جو اس کی پیداوار ہے۔ اسلامی اور عرانی تینوں مذاہب میں نظر آتا ہے جنہیں سے یہ سہا ہے کہ ہم اپنے آپ کو حیات اخروی کے لئے تیار کریں۔ اسی وجہ سے اس نظریہ میں دعا نماز اور عمل صالح کو زندگی کا مقصد وحید قرار دیا جاتا ہے۔ یونانی فلسفی سقراط کے وقت سے یہ کہتے آئے ہیں کہ حیات انسانی کا مقصد، یہ ہے کہ وہ دنیا نہ

غور و فکر میں اس غرض سے مبتلا رہے۔ تاکہ ان حقیقتوں کو دریافت کیا جا سکے جو فطرت کی نقاب میں چھپی ہوئی ہیں۔ جو لوگ اس فکر میں معروف نہیں رہ سکتے ان کا فرض یہ ہے کہ ایسا کرنے والوں کو قوت لایموت بہم پہنچائیں۔

اخروی زندگی

اسلام اس ضمن میں اس عقیدہ پر زور دیتا ہے کہ زندگی وہی نہیں جو انسان کو اس دنیا میں حاصل ہوئی ہے۔ ابدی زندگی اس دنیوی زندگی کے خاتمہ کے بعد شروع ہوتی ہے۔ آخرت میں انسان کا رتبہ دنیا میں اس کے عقائد و اعمال کے مطابق ہوگا چونکہ موجودہ زندگی مقصود بالذات نہیں بلکہ صرف ایک ذریعہ ہے۔ اس لئے نہ صرف فرد بلکہ ریاست کو ایسے عمل کے لئے جد و جہد کرنی چاہیئے۔ جو آخرت میں انسان کا درجہ بلند کر سکے۔ اس کے برعکس لادینی نظریات تمام سیاسی اور معاشی اداروں کی بنیاد عاقبت سے بے پروائی پر رکھتے ہیں۔ اسلامی نقطۂ نظر کے مطابق اسلام وہ مذہب ہے جو فرد اور ریاست کو آخرت میں انسان کا درجہ بلند کرنے والی جد و جہد کے قابل بناتا ہے۔ اس لئے فوراً یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اسلام کیا ہے مومن یا مسلم کسے کہتے ہیں۔

اسلام کیا ہے؟

یہ سوال ہم نے علماء سے کیا۔ انہوں نے اس کے جواب میں جو کچھ کہا۔ اس کا ذکر ہم تھوڑی دیر میں کریں گے۔ لیکن یہاں ہم یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتے۔ کہ ہمارے لئے یہ حد درجہ افسوسناک بات تھی۔ کہ علماء جن کا اولین فریضہ اس مسئلہ پر معین نظریات رکھنا تھا۔ آپس میں مایوس کن حد تک اختلاف رکھتے تھے۔ ہم اس بات سے بالکل قطع نظر کرتے ہیں۔ کہ ان علماء نے اظہار بیان کا کیا انداز اختیار کیا۔ ہم دوسرے ادیان کی طرح اسلام سے بھی ایسا نظام مراد لیتے ہیں جو ذیل کے پانچ موضوعوں پر مشتمل ہے۔

(۱) عقائد۔ یعنی ایمان کے بنیادی نکات۔

(۲) ارکان۔ یعنی وہ مذہبی رسوم جن کی ادائیگی ہر شخص پر لازم ہے۔

(۳) اخلاقیات۔ یعنی اخلاقی عمل کے قواعد۔

(۴) معاشی۔ سیاسی اور معاشرتی ادارے

(۵) قانون۔

رواداری کی ایک مثال

فرقہ وارانہ رواداری ازبس ضروری ہے۔ اور ہماری دلی تمنا ہے کہ تمام قومیں شیر و شکر ہوں اور ان میں عناد و تعصب کا نام و نشان تک باقی نہ رہے ایک رواداری کی خبر ہدیہ ناظرین کی جاتی ہے۔ (ایڈیٹر)

موضع کلہر ضلع میرپور آزاد کشمیر کے پاکستانی کرنل راجہ محمد اکبر خاں او۔بی۔ای نے ایک ہندو لڑکی سیتا دختر منشی رام ساکن چمبیر ضلع میرپور کو جسے ۱۹۴۷ء کے فسادات میں اغوا کیا گیا تھا۔ انتہائی کوشش سے برآمد کر کے اسے اس کے لواحقین کے حوالہ کرنے میں انسانی ہمدردی اور خدا ترسی کی بہت بڑی مثال قائم کی ہے۔ بتایا جاتا ہے کہ تقریباً سات سال قبل سیتا کو جب اس کی عمر گیارہ سال تھی فسادات کے دوران میں اغوا کر لیا گیا۔ اس لڑکی کے اغوا کا علم کرنل محمد اکبر خاں کو ہوا۔ تو انہوں نے اس معصوم بچی کو اغوا کنندگان کے پنجہ سے چھڑانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ بالآخر انتہائی تگ و دو کے (بعد) وہ اس بچی کو بازیاب کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ اسے وہ اپنے گھر لے آئے اور اپنے بچوں کی طرح اس کی دیکھ بھال اور پرورش کا ذمہ لے لیا۔ لیکن اس کے ساتھ ان کو ہمیشہ یہ خیال دامنگیر رہا کہ جس طرح بھی ممکن ہو اس لڑکی کے والدین یا دیگر رشتہ داروں کا پتہ لگایا جائے۔ تاکہ اسے جائز وارثوں کے سپرد کر کے حقیقی مسرت حاصل کی جا سکے۔ آخرکار اس مہم میں مغویہ مستورات کی بازیابی کے ادارہ کی امداد و اعانت سے سیتا کے والدین کا پتہ معلوم کر لیا گیا اور سات سال کی طویل جدائی کے بعد سیتا اپنے ماں باپ کے سایۂ عاطفت میں پہنچا دی گئی۔

معلوم ہوا ہے۔ کہ کرنل (موصوف) اس کی شادی کی تقریب میں شامل ہونے کے لئے عنقریب بھارت جائیں گے۔

(ملت لاہور)

مبلغ حیدرآباد کا دورہ

مکرم حکیم محمد الدین صاحب مبلغ حیدرآباد مرکز کی اجازت اور اس کی ہدایت سے ۱۰ر جون سے حیدرآباد کے مضافات کا تبلیغی و تربیتی دورہ کر رہے ہیں۔ آپ کے دورہ کے دورہ کے دوسرے اور تیسرے حصہ کا پروگرام حسب ذیل ہے۔ ان مقامات کی جماعت احمدی جماعتوں اور افراد سے استدعا ہے کہ مکرم مولوی صاحب سے پورا پورا تعاون کرتے ہوئے آپ کی آمد سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھائیں۔

دوسرا دورہ: یادگیر و ملحقات

یعنی اودگیر۔ رائچور۔ دیودرگ۔ تیماپور۔ منصورا پور۔ گلبرگہ۔ انشاء اللہ تعالیٰ ان مقامات میں ۱۹ر جون تا ۲۷ر جون دورہ فرمائیں گے۔

تیسرا دورہ: ورنگل و ملحقات

یعنی منچریال۔ ماسرپور۔ کنداگ۔ کریم نگر۔ کھمم۔ برابلی۔ ان مقامات میں ۴ر جولائی تا ۱۱ر جولائی دورہ فرمائیں گے۔ (ناظر دعوت و تبلیغ قادیان)

۳۰ر جون کو یاد رکھیں

۳۰ر جون تک تحریک جدید کا چندہ سو فیصدی ادا کرنے والوں اور ایسے عہدیداروں کے اسماء جو خاص طور پر وصولی کے لئے کوشش کریں گے۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں دعا کے لئے پیش کیا جائے گا۔ احباب خاص طور پر ادائیگی و وصولی کے لئے کوشش فرمائیں۔ سلسلہ کے اہم کام وصولی سے وابستہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ایمان و اموال میں برکت دے۔

(وکیل المال تحریک جدید قادیان)

خدا کے سب سے بڑے دشمن روس منحوس کی تباہی کیلئے

انبیاء کی پیشگوئیاں

(۴)

از مکرم مولوی محمد ابراہیم صاحب قادیانی فاضل انچارج جامعۃ المبشرین قادیان

"پس اے آدم زاد تو جوج کے خلاف نبوت کر اور کہہ خداوند خدا یوں فرماتا ہے۔ دیکھ اے جوج روش اور مسک اور توبل کے فرمانروا میں تیرا مخالف ہوں اور میں تجھے پھرا دوں گا۔ اور تجھے لئے پھروں گا۔ اور شمال کی دور اطراف سے چڑھا لاؤں گا۔ اور تجھے اسرائیل کے پہاڑوں پر پہنچاؤں گا۔ اور تیری کمان بائیں ہاتھ سے چھڑا دوں گا۔ اور تیرے تیر تیرے داہنے ہاتھ سے گرا دوں گا۔ تو اسرائیل کے پہاڑوں پر اپنے سب لشکر اور ساتھیوں سمیت گر جائے گا اور تجھے ہر قسم کے شکاری پرندوں اور میدان کے درندوں کو دوں گا کہ کھا جائیں تو کھلے میدان میں گرے گا کیونکہ میں نے کہا خداوند خدا فرماتا ہے اور میں ماجوج پر اور ان پر جو جزیروں میں امن سے سکونت کرتے ہیں آگ بھیجوں گا۔ اور وہ جانیں گے کہ میں خداوند خدا ہوں اور میں اپنے مقدس نام کو اپنی امت اسرائیل میں ظاہر کروں گا۔ اور پھر اپنے مقدس نام کی بے حرمتی نہ ہونے دوں گا اور قومیں جانیں گی کہ میں خداوند خدا اسرائیل کا قدوس ہوں۔ دیکھ وہ پہنچا اور وقوع میں آیا۔ خداوند خدا فرماتا ہے۔ یہ وہی دن ہے جس کی بابت میں نے فرمایا تھا۔ تب اسرائیل کے شہروں کے بسنے والے نکلیں گے اور آگ لگا کر ہتھیاروں کو جلائیں گے یعنی سپروں اور پھریوں کو۔ کمانوں اور تیروں کو اور بھالوں اور برچھیوں کو۔ اور وہ سات برس تک ان کو جلاتے رہیں گے۔ یہاں تک کہ نہ وہ میدان سے لکڑی لائیں گے اور نہ جنگلوں سے کاٹیں گے۔ کیونکہ وہ ہتھیار ہی جلائیں گے۔ اور وہ اپنے لوٹنے والوں کو لوٹیں گے۔ اور اپنے غارت کرنے والوں کو غارت کریں گے۔ خداوند خدا فرماتا ہے۔

اور اس دن یوں ہوگا کہ میں وہاں اسرائیل میں جوج کو ایک گورستان دوں گا یعنی راہ گزروں کی وادی جو سمندر کے مشرق میں ہے اس سے راہگزروں کی راہ بند ہوگی۔ اور وہاں جوج کو اور اسکی تمام جمعیت کو دفن کریں گے۔ اور جمعیت جوج کی وادی اس کا نام رکھیں گے اور سات مہینوں تک بنی اسرائیل ان کو دفن کرتے رہیں گے۔ تاکہ ملک کو صاف کریں۔ ہاں اس ملک کے سب لوگ ان کو دفن کریں گے۔ اور یہ ان کے لئے ناموری کا سبب ہوگا۔ جس روز میری تمجید ہوگی۔ خداوند خدا فرماتا ہے۔ اور وہ چند آدمیوں کو چن لیں گے جو اس کام میں ہمیشہ مشغول رہیں گے۔ اور وہ زمین پر گذرتے ہوئے راہگزروں کی مدد سے ان کو سطح زمین پر پڑے رہ گئے ہوں دفن کریں گے تاکہ اسے صاف کریں پورے سات مہینوں کے بعد تلاش کریں گے۔ اور جب وہ ملک میں سے گزریں اور ان میں سے کوئی کسی آدمی کی ہڈی دیکھے تو اس کے پاس ایک نشان کھڑا کرے گا۔ جب تک دفن کرنے والے جمعیت جوج کی وادی میں اسے دفن نہ کریں اور شہر بھی جمعیت کہلائے گا۔ یوں وہ زمین کو پاک کریں گے اور اے آدم زاد خداوند خدا فرماتا ہے۔ ہر قسم کے پرندوں اور میدان کے ہر ایک جانور سے کہہ جمع ہو کر آؤ میرے اس ذبیحہ پر جسے میں تمہارے لئے ذبح کرتا ہوں ہاں اسرائیل کے پہاڑوں پر ایک بڑے ذبیحہ پر ہر طرف سے جمع ہو تاکہ تم گوشت کھاؤ اور خون پیو۔ تم بہادروں کا گوشت کھاؤ گے اور زمین کے امراء کا خون پیو گے ہاں مینڈھوں۔ برّوں۔ بکروں اور بیلوں کا جو سب کے سب بسن کے فربہ ہیں اور تم میرے ذبیحہ کی جسے میں نے تمہارے لئے ذبح کیا یہاں تک چربی کھاؤ گے کہ سیر ہو جاؤ گے۔ اور اتنا خون پیو گے کہ مست ہو جاؤ گے اور بہادروں اور تمام جنگی مردوں سے سیر ہو گے۔ بزرگی ظاہر کروں گا۔ اور تمام قومیں میری سزا کو جو میں نے دی اور میرے ہاتھ کو جو میں نے ان پر رکھا دیکھیں گی"۔

حضرت حزقیل نے خدا تعالیٰ سے خبر پا کر اس وقت اس بات سے دنیا کو اطلاع دی تھی۔ جبکہ روس کا وجود ابھی تاریکی میں تھا۔ اور اسے کوئی کم ہی جانتا تھا اور جبکہ کسی کو اس کے متعلق یہ خیال بھی نہیں آ سکتا تھا کہ روس کوئی ترقی کرے گا۔ اور وہ دنیا میں اپنا نام پیدا کرے گا۔ اور اپنی ترقی اور شان و شوکت کے ذریعہ سے دنیا کے ایک بڑے حصہ پر غالب آ جائے گا۔ اور اطراف عالم میں اس کے نام کا ڈنکا بجے گا حضرت حزقیل نے بتایا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے یہ خبر دی ہے کہ وہ آخری زمانہ میں روس کی طاقت کو ترقی دے گا اور اسے غیر معمولی طور پر بڑھائے گا۔ اور وہ بھی اس طاقت کے گھمنڈ میں باقی دنیا کے ملکوں کو لوٹنا شروع کر دے گا۔ اور ہمسایہ ممالک پر قبضہ کرے گا وہ اس کام کے لئے غیر ممالک میں جائے گا۔ ان کی دولت و سامان پر قبضہ کرے گا اس کا نظام ایک اژدہا کی طرح باہر نکلے گا اس میں اس کے نظام کے پھیلاؤ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جو دیگر ممالک کے لئے نہایت ہی خطرناک صورت اختیار کر جائے گا یہ ترقی بڑھتی ہی جائے گی یہاں تک کہ وہ یروشلم پر بھی حکومت کرنے کا خواہاں ہوگا تب خدا کا غضب اس پر بھڑکے گا۔ اور وہ آگ اور گندھک کا مینہ اس پر برسائے گا اور خدا اس کے منہ کو مار مار کر توڑ دے گا اور اسے ایسا تباہ و برباد کر دے گا کہ جنگلوں میں اس کی لاشوں کے پشتے کے پشتے لگ جائیں گے۔ لوگ انہیں کافی مدت تک زمین میں دباتے رہیں گے۔ اس کی غیر معمولی تباہی باقی دنیا کے لئے نہایت ہی عبرتناک سامان پیدا کر دے گی۔

اس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیوں سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ اس ملک کی حالت ایک نئے رنگ میں پلٹا کھائے گی۔ پس اگر روس نے اپنی ظالمانہ حالت کو ترک نہ کیا اور اس سے توبہ نہ کی۔ تو خدا تعالیٰ نے اپنے نبیوں کی معرفت جو بات فرمائی ہے وہ ضرور پوری ہو کر رہے گی اور اس طرح اس کی تباہی خدا تعالیٰ کے وجود پر ایک زبردست دلیل بن جائے گی۔ کیونکہ اگر اس دنیا کا کوئی عالم الغیب خدا نہیں تو پھر سوال پیدا ہوتا ہے کہ کس نے انبیاء کو وقتاً فوقتاً اس آنے والے عظیم الشان واقعہ سے اس وقت خبر دی جبکہ اس کے متعلق کسی کو وہم و گمان بھی نہیں ہو سکتا تھا کہ ایسا ہوگا۔ انسان تو عالم الغیب نہیں کہ بتانے والوں کو اس بات کا دعویٰ تھا کہ انہوں نے اپنے علم سے یہ بات بتائی ہے انسان تو اپنے متعلق یہ بھی قطعی طور پر نہیں بتا سکتا کہ کل اس کے ساتھ کیا پیش آنے والا ہے چہ جائیکہ وہ ایسے امور کے متعلق سینکڑوں سال قبل خبر دے جبکہ دنیا میں کوئی وجود ہی نہ ہو۔ روس کی خدا سے سب سے بڑھتی ہوئی دشمنی اور لوگوں پر مظالم کب حزقیل کے سامنے آئے تھے کہ جن کو دیکھ کر انہوں نے ایسی اہم خبر دے دی۔ پس اس سے ظاہر ہے کہ اس عالم الغیب خدا کا کلام ہے جس نے دنیا کو اور ان کو اس کی اصلاح کے لئے بھیجا۔ وہ خدا اس دنیا کا ایک ہے وہ وقتاً فوقتاً اپنی مرضی سے اپنے انبیاء کے ذریعہ سے دنیا کے لوگوں کو انکی اصلاح کے لئے بھیجکر ان کی تائید اور سچائی کے اظہار اور اپنی ہستی کا ثبوت دینے کے لئے قبل از وقت غیب سے اطلاع دیتا اور انہیں اپنی طرف بلاتا رہا ہے ان پیشگوئیوں کا پورا ہونا ان انبیاء کی صداقت کا بھی زبردست ثبوت ہے جس سے بڑھکر اور کوئی ثبوت متصور نہیں ہو سکتا۔ پس مبارک ہیں وہ جو ان باتوں پر کان دھرتے اور وقت آنے سے پہلے ان سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتے اور ان کو مان کر خدا کے الزام کے نیچے آنے سے بچتے رہتے ہیں ÷

ولادت

(۱) ۲۳ اکتوبر بروز ہفتہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و رحم کے ساتھ سیٹھ یوسف الہ دین صاحب ابن حضرت سیٹھ عبداللہ الہ دین امیر جماعت احمدیہ سکندرآباد (دکن) کو لڑکا عطا کیا حضور اقدس نے محمد یامین نام رکھا۔ اللہ تعالیٰ عزیز کی ولادت کو حضرت سیٹھ صاحب کے خاندان کے لئے مبارک کرے۔ خاکسار بشیر احمد الہ دین سکندرآباد (دکن)

(۲) محترم مولوی محمد ابو الوفاء صاحب مبلغ مالابار کو ۱۱ اکتوبر بروز جمعہ اللہ تعالیٰ نے پہلا لڑکا عطا فرمایا ہے۔ نومولود جناب مولوی عبداللہ صاحب فاضل انچارج تبلیغ مالابار کا نواسہ ہے۔ اللہ تعالیٰ مبارک کرے۔ احباب دعا فرمائیں۔

خاکسار کمال الدین احمد چینگاڈی

دنیائے احمدیت کیلئے ۱۹۵۴ء کا ہولناک واقعہ

لخت جگر ہے میرا محمود بندہ تیرا
دے اسکو عمر و دولت کر دور ہر اندھیرا

(از مکرم حکیم محمد سعید صاحب مبلغ سری نگر (کشمیر)

احباب کرام! اللہ تعالیٰ آپ کو میری گذارش پر درد دل سے غور و فکر کرنے کی پوری پوری توفیق دے! آپ کو معلوم ہے کہ ہم بحر ظلمات کے اس عمیق دور میں داخل ہو چکے ہیں جس کا ذکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے لخت جگر محمود ایدہ اللہ کے وجود باسعود کے ساتھ ساتھ فرمایا ہے۔ اور ایک رویا میں بھی اس اندھیری رات کا ذکر فرماتے ہوئے دعائیں بھی کی ہیں۔ اور اس دور کے گذرنے پر بشارات دے کر ہمیں ایک نئی زندگی ملنے کا ذکر فرمایا ہے۔ بہر حال آج ہم اس ظلمت سے دوچار ہو چکے ہیں جس سے الہٰی جماعتوں کو ہونا پڑتا ہے۔ اور ایسے دوروں سے کامیاب رنگ میں گذر جانے پر ہی پاک سلسلوں پر اللہ تعالیٰ کے فضل کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔

تقسیم ہند کے وقت کے واقعات کے علاوہ گذشتہ سال پاکستان میں سلسلہ حقہ کی شدید مخالفت کی گئی اور ابھی وہ زخم تازہ ہی تھے کہ امسال ہمارے پیارے آقا و امام پر قاتلانہ حملہ کر کے وہ کاری زخم لگا دیا جس سے ہمارے سینے چھلنی ہو گئے۔ ہم خدا کا لاکھ لاکھ شکر کرتے ہیں کہ قاتل کی ناکامی و نامرادی پر حضور پر نور موت کے منہ سے بچا کر ہمیں واپس عطا کئے گئے۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ۔ دشمنوں کے گھروں میں شادیانے بجتے اور ہم ایک ایسے قیمتی وجود سے محروم ہو جاتے جس کی تلافی کبھی نہ ہو سکتی۔

بخدا اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ بھی زبردست تنبیہ ہے اور ایمان والوں کو اتنی ہی تنبیہ کافی ہوتی ہے۔ احباب کرام! یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک طرف ہماری ہستی نابود کرنے والی شدید مخالفت کا طوفان برپا ہو اور دوسری جانب ہم غفلت کی نیند سوئیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ کئی سالوں سے قحط وغیرہ سے کشمیر دراز عرصہ سے اور احباب عرصہ چند سال سے ہی عذر کرتے چلے آتے ہیں اور بتایا جاتا تھا کہ اخبار ہے جو اپنے سروں پر اٹھائے ہوئے ہیں۔ اور صوبائی نظام جس کی بنیاد حضرت امیر المومنین کے ہاتھوں ڈالی گئی بالکل متروک اور فراموش کئے جاتے ہیں۔ ایسی غفلتوں کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ نے دوسری جانب مخالفت جیسی تنبیہ بھی کی ہے اور اس سے بھی ہمارے کام میں اضافہ ہوا ہے۔ اور حضور پر حملہ نے تو لاکھوں مبلغین کا کام کیا ہے۔ اور اب حالت یہ ہے کہ ہماری مخالفت کرنے والے ہمارے قریب ہوتے جا رہے ہیں۔ اور جو ہمارے بلانے پر نہ بولتے تھے اب ہمیں بلا رہے ہیں۔ ایسے وقت میں ہماری سستیاں ہمارے لئے مزید آزمائش کا باعث بن سکتی ہیں۔ دوران مخالفت اور حضور پر حملہ کے ایام میں سری نگر کے چار اہم خاندانوں نے احمدیت قبول کی۔ جن میں سے ہر ایک کے گرد اہم احباب کا بھاری حلقہ ہے اور ایک حلقہ کے لئے ایک مبلغ درکار ہے۔

آپ کو یہ بھی معلوم ہے کہ سرینگر کشمیر کا اہم مرکز ہے اور کثرت سے احباب سرینگر آتے جاتے رہتے ہیں۔ اس وقت عام بیداری کے باعث ہر طبقہ سے سنجیدہ اور تعلیم یافتہ طبقہ سلسلہ کی طرف مائل ہو رہا ہے۔ کیا اس سے ہماری ذمہ داریاں بڑھتی نہیں جا رہیں؟

آپ کو یہ بھی معلوم ہے کہ سرینگر میں ہماری مسجد چھوٹے مکان کی شکل میں ذرا منزل طرف میں ہے۔ اور اندرون شہر ایک مکان میں دار التبلیغ ہے۔ جو بیداری اڈہ قریب ہونے کے احمدی غیر احمدی معززین کثرت سے تشریف لاتے رہتے ہیں۔ مگر تو بہ مالی کمزوری کے ہم آپکی خاطر خواہ خدمت نہیں کر سکتے۔ اور تبلیغ کا ایک اہم سلسلہ رکا ہوا ہے۔ امسال اللہ تعالیٰ نے کشمیر کے احباب کو بے شمار مواقع عطا فرما دیئے ہیں ایک تو یہ کہ تبدیلی وزارت کے ساتھ اس قحط شدید سے نجات دیدی ہے جس کی وجہ سے چندے رکے ہوئے تھے۔ صوبائی نظام کمزور ہو جا رہا تھا۔ دوسرے یہ کہ

محبوزہ شالی جو کشمیر میں ایک بھاری بوجھ تھا جو حکومت موجودہ نے دیہات پر سے اٹھا دیا ہے۔ اب احباب کشمیر اگر ذرا سی توجہ کریں گے تو حسب وعدہ ہر گز بقایاجات کے ایک سال میں ہی بلکہ چھ ماہ میں صوبائی نظام بھی مضبوط کیا جا سکتا ہے۔ خدا کے لئے پچھلی تکلیفات کو بھول جائیں۔ ذرا غور فرمائیں کہ یہاں یورپ کے پادری مرد و عورتوں کے جتھے پھرتے ہیں۔ جو کہتے ہیں خدا تعالیٰ نے دنیا کی آئندہ نجات کے لئے ایک بچہ دے دیا ہے۔ گلی کوچوں محلوں اور تعصباتی حلقوں میں ایک ہاتھ سے عورتوں مردوں بچوں کو مٹھائیاں اور امریکی دودھ دیتے ہیں۔ اور دوسرے ہاتھ سے عیسائی لٹریچر کا زہر پیش کرتے پھرتے ہیں۔ ہر ایک تک یہ پیغام پہنچایا جا رہا ہے کہ مسیح کے بیٹا ہونے کا بھاری ثبوت یہی ہے کہ وہ دو ہزار برس سے زندہ بجسد عنصری آسمان پر موجود ہے۔ اور عنقریب کرہ ارض پر نازل ہونے والا ہے۔ جو سب کی پرستش کرے گا۔ بجز عیسائیوں کے۔ اور یہاں اکثریت مسلم آبادی کے علاقہ میں مسلمان لوگ اور پیران خانقاہ نشین اور نام نہاد اسلامی جماعت کے مودودی پردہ پیچھے سے عوام میں یہی عقائد پھیلا رہے ہیں۔ اور عام لوگ پادریوں کے آگے پاما جناب ہاں جناب کرتے جاتے ہیں۔ کیا آپ یہ برداشت کر لیں گے کہ باہر سے ہزاروں میل کا سفر کر کے یہ باطل پرست لوگ خدائے واحد کے مقابل ایک مخلوق ہستی کو لا کر آپ کے گھر گھر تین خداؤں کی مرکب معجون داخل کرتے پھریں۔ اور اندر سے نام نہاد اسلامی جماعت کے اسلامی کمیونسٹ ان کی امداد کریں اور عوام کا وقت اور روپیہ برباد کریں۔ اور مل ملا کر اس شرک کا وہ پودا لگا دیں جس سے زمین و آسمان بھی تھرا اٹھیں۔ اور آپ لوگ تماشہ دیکھتے رہیں؟ بخدا ایسا ہرگز نہ ہو سکے گا۔ اب وقت ہے کہ آپ اپنی ان ذمہ داریوں کو شدت سے محسوس کریں جو اللہ تعالیٰ اور اس کے خلیفہ نے آپ کے سپرد کی ہیں۔ میں شہر احباب سے بھی گذارش کروں گا کہ آپ کو بھی اللہ تعالیٰ نے امسال جو سہولتیں دی ہیں ان سے پورا پورا فائدہ اٹھائیں۔ ہر سیر چاول کسی شہری کو نہیں۔ آپ صرف ایک سیر چاول سے گاؤں سے آنے والے مہمانوں کا خرچ نکال سکتے ہیں۔ کیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مبعوث ہونے کا مقصد یہ نہیں۔ کہ حضرت محمد صلعم کی عزت کو دوبارہ زمین پر قائم کیا جائے۔ اور کیا یہ نام نہاد اور پادریوں سے وہ مقصد پورا ہو سکے گا۔ خدارا آپ حضرت محمد صلعم کی عزت کا پاس رکھتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوں۔ خدا کے فضل سے پادری اور مودودیوں نے ہمارے مقابل پر بحث ترک کا اعلان کر دیا ہے۔ پادری کہتے ہیں کہ بحث نہ کریں گے اور مودودی سمجھتے ہیں ہم وقت ضائع نہیں کرتے (باقی پھر)

تحریک درویش فنڈ میں وصولی ماہ مئی سنہ ۱۹۵۴ء کی فہرست

اور

اعلان دعا

جن احباب کی طرف سے ماہ مئی میں درویش فنڈ کی رقوم خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں وصول ہوئی ہیں۔ ان کی اسم وار فہرست ذیل میں شائع کی جا رہی ہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان مخلصین کے کاروبار اور خاندانوں میں برکت ڈالے اور مزید خدمات کے مواقع عطا فرمائے۔

اس فنڈ کی ضرورت اور اہمیت کے متعلق پیشتر ازیں مختلف اوقات میں بذریعہ اخبار بدر اور جماعتی و انفرادی رنگ میں تحریکات کرتے ہوئے توجہ دلائی جاتی رہی ہے۔ اور فنڈ کو بڑھانے اور مضبوط بنانے کے متعلق حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ارشاد بھی احباب تک پہنچایا جا چکا ہے۔

مستقل ماہوار ضروری اخراجات کے مقابل پر موجودہ آمد درویش فنڈ بہت کم ہے اور اس میں ابھی بہت اضافہ کی ضرورت ہے۔ بہت سے احباب ایسے ہیں جنہوں نے اخلاص کا اظہار کرتے ہوئے ماہوار ادائیگی کے لئے وعدہ مرکز میں بھجوائے لیکن ان کی طرف سے ادائیگی میں باقاعدگی نہیں ہوتی۔ ایسے احباب باقاعدگی سے ادائیگی کی طرف توجہ فرمائیں اور اپنے بقایا جات ادا کر کے عند اللہ ماجور ہوں۔

جو احباب کسی مجبوری کی وجہ سے قبل ازیں وعدہ نہ کر سکے ہوں وہ اب بھی اس تحریک میں شرکت فرمائیں۔ اور جو احباب ہر ماہ درویش فنڈ میں شمولیت کی استطاعت نہ رکھتے ہوں۔ ان کو چاہیئے کہ وہ وقتاً فوقتاً اس تحریک میں حسب توفیق شریک ہونے کی سعادت حاصل کریں۔

(ناظر بیت المال قادیان)

فہرست وصولی درویش فنڈ ماہ مئی سنہ ۱۹۵۴ء

۱۔ عبدالرزاق صاحب گونڈہ -/۵
۲۔ محمد مجید صاحب کانپور -/۶
۳۔ حاجی محمد ابراہیم صاحب کانپور -/۴۰
۴۔ محمد اسماعیل صاحب اکبرپوری -/۲
۵۔ محمد شفیع صاحب -/۶
۶۔ نصیر الدین صاحب کیرنگ -/۴
۷۔ سید خلیل الدین احمد صاحب سری پارہ ۷/-/-
۸۔ محمد شریف صاحب کرونگاپلی -/۱
۹۔ ٹی کے محمد کنجو صاحب ″ -/۸/۲
۱۰۔ ای محمد کنجو صاحب ″ -/۱۵
۱۱۔ احمال قہار صاحب ″ -/۲
۱۲۔ تسنیم احمد صاحب آرہ -/۴
۱۳۔ والدہ تسنیم احمد صاحب ″ -/۸
۱۴۔ منشی فیروز الدین صاحب جموں -/۱۴/-
۱۵۔ جماعت احمدیہ کوٹلہ معرفت شیخ عبدالستار صاحب سیکرٹری مال کوٹلہ -/۲
۱۶۔ محمد صدیق صاحب بانی کلکتہ -/۲۵
۱۷۔ زہیدہ بیگم صاحبہ والدہ میر احمد صاحب ″ -/۱۴
۱۸۔ ڈاکٹر محمد لطیف صاحب جے پور -/۴
۱۹۔ ″ محمد سعید صاحب ″ -/۲۲
۲۰۔ میاں محمد غنی و بشیر صاحب ہسپتال کلکتہ -/۴۰
۲۱۔ صدیق امیر علی صاحب سوداگران مدراس -/۱۵
۲۲۔ محمد شفیع صاحب دہرا کلکتہ -/۲۰
۲۳۔ حضرت سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب سکندرآباد دکن
علی محمد الہ دین صاحب ایم اے
فاضل بھائی الہ دین صاحب
یوسف احمد الہ دین صاحب } -/-/۲۶۰
۲۴۔ سعید حسین صاحب کاچی گوڑہ سکندرآباد دکن -/۱۲۹
۲۵۔ سید جہانگیر احمد صاحب ″ ۱۰/۵/-
۲۶۔ سید جہانگیر علی صاحب فلک نما -/۹
۲۷۔ عبدالصمد صاحب چادر گھاٹ سکندرآباد دکن -/۱/۳
۲۸۔ بیگم صاحبہ عبداللہ الہ دین صاحب -/۱
۲۹۔ علیمہ بیگم صاحبہ غلام حسین صاحب کرم علی صاحب -/۲
۳۰۔ لیلیٰ بیگم صاحبہ -/۳
۳۱۔ صداقت بیگم صاحبہ سیٹھ الہ دین صاحب -/۳
۳۲۔ فاطمہ بیگم صاحبہ فاضل بھائی الہ دین صاحب -/۹
۳۳۔ فیض النساء بیگم صاحبہ علی محمد الہ دین صاحب -/۹
۳۴۔ عائشہ سلطانہ بیگم صاحبہ یوسف احمد الہ دین صاحب -/۱۵
۳۵۔ صاحب بی صاحبہ والدہ سید جہانگیر صاحب فلک نما -/۹
۳۶۔ لاڈلی بیگم صاحبہ سید حسین صاحب کاچی گوڑہ -/۹
۳۷۔ صفیہ بیگم صاحبہ غلام قادر صاحب شرقی -/۹
۳۸۔ عظیمہ بیگم صاحبہ حاجی نذیر احمد صاحب سکندرآباد دکن -/۹
۳۹۔ غلام قادر صاحب شرقی -/۸/۴
۴۰۔ صالح محمد صاحب بی۔ ایس سی -/۴

میزان کل ۱۰۴۹—۱—۰

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کا ارشاد فرمودہ

جماعت احمدیہ کے لئے سال رواں کا پروگرام

(۱) ہر تعلیم یافتہ مرد اور ہر تعلیم یافتہ عورت جماعت کے کسی ایک مرد یا عورت کو جو پڑھنا لکھنا نہیں جانتے معمولی لکھنا پڑھنا سکھا دے۔

(۲) "جماعت کا ہر فرد چھوٹا ہو یا بڑا عورت ہو یا مرد تحریک جدید میں حصہ لے ...... جماعت کا کوئی فرد تحریک جدید سے باہر نہ رہ جائے۔"

(۳) "ہر احمدی زمیندار جو فصل عام طور پر کاشت کرتا ہے۔ وہ اس کا ۱/۲ فیصد بویا ہوئے۔ اور اس کی آمدنی تحریک جدید میں دے۔"

(۴) "یہ پروگرام میں نے جماعت کے لئے تجویز کیا ہے .... سلسلہ کے مبلغ جس جگہ جائیں۔ وہ لوگوں کو اس کی ترغیب دلائیں۔ اور لوگوں سے سو فی صدی اس پروگرام پر عمل کرانے کی کوشش کریں۔ اور جماعت کے سیکرٹری اور پریذیڈنٹ صاحبان ذمہ داری سے کام لیں۔ اور جماعت کے تمام افراد سے اس پر عمل کرائیں۔"

وکیل المال تحریک جدید قادیان

قابل توجہ پریذیڈنٹ صاحبان و سیکرٹریان تعلیم

نظارت ہذا کے متعدد اعلانات اور بذریعہ خطوط یاددہانیوں کے باوجود جماعتوں سے تعلیمی رپورٹیں موصول نہیں ہو رہی ہیں۔ جماعتوں کے تعلیمی و تربیتی حالات سے آگاہ رہنے کے لئے اور ہدایات بھجوانے کے لئے رپورٹوں کا نظارت ہذا میں باقاعدہ ماہوار آنا ضروری ہے۔ سیکرٹریان تعلیم سے درخواست کی جاتی ہے کہ وہ اپنی سستیاں ترک کر دیں اور پریذیڈنٹ صاحبان سے بھی گذارش ہے کہ وہ سیکرٹریان تعلیم کو توجہ دلا کر اپنی نگرانی میں باقاعدہ رپورٹیں بھجوایا کریں۔

(ناظر تعلیم و تربیت قادیان)

دورہ انسپکٹران بیت المال برائے کشمیر

نظارت ہذا کی طرف سے حکیم محمد سعید صاحب مبلغ جماعت احمدیہ اور حاجی خواجہ عبدالغنی صاحب کو بطور انسپکٹران بیت المال جماعتوں میں دورہ کرنے کیلئے مقرر کیا گیا ہے۔ پروگرام مندرجہ ذیل کے مطابق وہ جماعتوں میں دورہ کر کے مقامی حسابات، مرکزی چندوں کے حسابات اور خدام الاحمدیہ کے حسابات کی پڑتال کریں گے۔ اور بے شرح نادہندہ اور بقایا داران کی طرف بھی اپنے دورہ میں توجہ دیں گے۔

امید ہے جماعتیں ان کے ساتھ پورے طور پر تعاون کر کے شکریہ کا موقعہ بہم پہنچائیں گی۔

(ناظر بیت المال قادیان)

آسنور۔ رشی نگر۔ شوپیاں۔ ناگو۔ ماندوجن۔ شورت۔ یاڑی پورہ۔ اندرہ۔ آرہ لی۔ بیج بارہ۔ ہاری پاری گام۔ سرینگر۔ پٹن۔ بانڈی پورہ (رون گام) لوب۔ باغی پورہ۔ لدردن۔ ہیچہ مرگ۔ سفر ڈہ۔ جندواڑہ۔ سرپورہ۔

اعلان نکاح

مولوی سراج الحق صاحب ابن منشی عبدالحق صاحب (مبلغ تیمار پور دکن) کا نکاح بعوض پانچسو روپیہ مہر ناصرہ بیگم صاحبہ بنت بیلر محمد علی صاحب حیدرآباد دکن (بھانجی سیٹھ محمد اعظم صاحب) سے بتاریخ ۴/جون سنہ ۱۹۵۴ء بوقت چھ بجے شام برمکان سیٹھ محمد غوث صاحب مرحوم (محلہ عثمان گنج) جناب چوہدری خلیل احمد صاحب ناصر رئیس المبلغین نے [illegible]

مختصر اور ضروری خبریں!

قاہرہ - ۶؍جون - آج انقلابی عدالت نے سوڈانی فوجی افسروں کے خلاف بغاوت پھیلانے کے جرم کی تحقیقات کے لئے استغاثہ کے گواہ عبد الحلیم لفٹیننٹ کا بیان لیا - ان سولہ ملزم افسروں میں ایک میجر - چھ کیپٹن اور نو لفٹیننٹ ہیں - لفٹیننٹ عبد الحلیم نے اپنے بیان میں کہا کہ لفٹیننٹ انیفعی نے مجھے بغاوت میں حصہ لینے کو کہا تھا -

تیونس ۹؍جون - تیونس کی تحریک آزادی اور قومی فوج کو کچلنے کے لئے فرانس نے وہاں مزید فوج بھیجدی ہے - جسے ہدایت کی گئی ہے کہ تیونس لیبیا اور تیونس الجزائر سرحدیں بند کردی جائیں - فرانس کے کئی اخبارات نے اس اقدام کو ہند چینی کے حالات سے تشبیہ دی ہے -

جوناگڑھ - یہاں سے ۲۲ میل پر بھیسان نامی گاؤں میں شیو مندر کی ایک مورتی غائب ہوجانے پر اس حرکت کو مسلمانوں سے منسوب کیا گیا - اور اگلے دن ہندوؤں نے ہڑتال کرنے کے علاوہ ایک مسجد پر حملہ کرکے جائے نمازیں جلادیں -

۸؍جون دہلی - مولانا حفظ الرحمن نے علیگڑھ کے حالیہ فسادات کے متعلق ایک بیان میں کہا ہے کہ اس فساد میں مسلمانوں کے ساتھ یکطرفہ زیادتیاں کی گئیں - مسجدوں کو نقصان پہنچایا اور دوکانوں کو لوٹا گیا اور یہ فسادات یوپی اسمبلی میں ایک فرقہ کے خلاف مسلسل زہر چکانیوں کے نتیجہ میں ہوئے -

لاہور - مولانا اختر علی خاں جنہیں مارشل لاء کی عدالت سے چودہ سال کی قید کی سزا ہوئی تھی سوا سال کے بعد رہا کردیا گیا ہے انہیں اتوار کو علاج کے لئے میو ہسپتال میں منتقل کردیا گیا تھا -

نئی دہلی - وزارت امور خارجہ کے سیکرٹری مسٹر آر کے نہرو نے پریس کانفرنس میں کہا کہ فرانس اور ہندوستانی بستیوں کے درمیان سختی سے ویزا سسٹم جاری کیا جائے گا - اگر فرانسیسی بستیوں کے حالات زیادہ خراب ہوئے تو ہندوستان اپنے مفاد کے تحفظ کے لئے ہر ممکن اقدام کرے گا -

انقرہ - ترکی کی گرانڈ نیشنل اسمبلی نے کل متفقہ طور پر ترکی پاکستان معاہدہ کی تصدیق کردی - وزیر خارجہ ترکی نے اس معاہدہ کو امن عالم کے لئے ضروری قرار دیا - اسمبلی میں اس معاہدہ کی منظوری کے وقت مسٹر محمد علی معہ ہمراہوں کی گیلری میں موجود ہے -

— حکومت ہند نے طے کردیا ہے کہ جلدی تمام نکاسی جائدادیں اپنے قبضہ میں لے کر پاکستان سے آئے ہوئے شرنارتھیوں کے معاوضوں میں تقسیم - نیلام یا الاٹ کردی جائیں گے - ہندوستان کے شہریوں - یا تقسیم کے وقت پاکستان جاکر ۱۸؍جولائی ۱۹۴۸ء سے قبل بغیر پرمٹ یا ۱۰؍اکتوبر ۱۹۴۹ء تک مستقل پرمٹ پر واپس ہندوستان آکر آباد ہونے والے جن کی جائدادیں غلطی سے نکاسی قرار دے دی گئی تھیں اپنی جائدادوں کی واگذاری کے لئے ۱۲؍مئی سے دو ماہ کے اندر درخواست کرسکتے ہیں -

۱۱؍جون - لنڈن - مشرقی بنگال کے متحدہ محاذ کے لیڈر مولانا بھوشانی پر جو علاج کے سلسلہ میں یہاں مقیم ہیں - حکومت برطانیہ نے کڑی نگاہ رکھی ہے - خیال کیا جاتا ہے کہ برطانوی محکمہ جاسوسی نے ان کی قیامگاہ پر پہرہ لگا دیا ہے - ان کی نقل و حرکت اور ان کے ملنے جلنے والوں کی بھی نگرانی کی جاتی ہے -

انقرہ - وزیر اعظم ترکی نے کہا ہے کہ اگر ترکی اور پاکستان اپنے تمام وسائل کو یکجا کرلیں تو دنیا کی کوئی بڑی سے بڑی طاقت بھی انہیں تباہ نہیں کرسکتی - یہ تقریر انہوں نے استقبالیہ تقریب میں کی جو وزیر اعظم پاکستان مسٹر محمد علی کے اعزاز میں دی گئی تھی -

۱۳؍جون انقرہ - مسٹر محمد علی وزیر اعظم پاکستان کی دعوت پر ترکی کے وزیر اعظم اور صدر جلال بایار نے عنقریب پاکستان کا دورہ کرنا منظور کرلیا ہے -

۱۳؍جون - دہلی - سید محمود و حکومت ہند کی طرف سے سعودی عرب کے حکمران کی تخت نشینی پر انہیں مبارکباد دینے ریاض گئے تھے نے وہاں سے واپسی پر ایک مضمون میں کہا ہے کہ سعودی عرب میں تعمیری کام نہایت سرگرمی سے ہو رہے ہیں -

انقرہ - اخباری نمائندوں سے خطاب کرتے ہوئے وزیر اعظم پاکستان مسٹر محمد علی نے کہا کہ میرے اور وزیر اعظم ترکی کے درمیان زیر بحث امور میں ہمارا پورا اتفاق رہا - مسٹر محمد علی ترک پاکستان معاہدہ کی بات چیت کے بعد کراچی واپس آنے کے لئے انقرہ سے استنبول پہنچ گئے -

قاہرہ - فرانسیسی مراکش میں قوم پرستوں کی سرگرمیاں بہت بڑھ گئی ہیں - نئے فرانسیسی ریذیڈنٹ جنرل جو رباط پہنچنے والے ہیں کی آمد پر خاموش استقبال کرنے کے سلسلہ میں پولیس کی ممانعت کے باوجود ہزارہا پمفلٹ تقسیم کئے گئے - ایک اخبار نے لکھا ہے کہ سلطان مراکش فرانس کے نئے ریذیڈنٹ جنرل سے ملاقات نہیں کریں گے -

۱۴؍جون - ناگپور - یہاں کے سولہ سو کے قریب میونسپل خاکروبوں نے ۱۶؍جون سے ہڑتال کرنے کا نوٹس دیدیا ہے - ان کا مطالبہ ہے کہ ان کی تنخواہیں بیس سے تیس کی بجائے تیس سے چالیس اور مہنگائی الاؤنس کی بجائے تیس روپیہ ماہوار کردیا جائے - حکومت نے اس مجوزہ ہڑتال کو خلاف قانون قرار دے دیا ہے اور سخت اقدام کی دھمکی دی ہے -

جے پور - خاکروبوں کے سولہ مطالبات کے سلسلہ میں اڑھائی سو خاکروبوں کی گرفتاریاں عمل میں آئی ہیں - واقعات یوں ہیں کہ یہاں کے میونسپل خاکروب اپنی اجرتوں میں پانچ روپے ماہانہ اضافہ کا مطالبہ کر رہے تھے - میونسپلٹی نے جب دیہات سے خاکروب بھرتی کرکے شہر کی صفائی کرانا چاہی تو مقامی خاکروبوں نے مظاہرہ کرکے مداخلت کی - یہ گرفتاریاں اسی سلسلہ میں ہوئیں

امرتسر - کلدیپ سنگھ مجسٹریٹ کا امرتسر کے غنڈوں پر رعب جم چکا ہے - وہ ان کی شرارتوں کا موقعہ پر سدباب کر دینے کی شہرت پا چکے ہیں - اور یہ طبقہ ان کی ہوا سے بھی کانپتا ہے -

پیرس - ۱۵؍جون - ایم مینڈیز فرانس ممبر ریڈیکل پارٹی نے صدر فرانس کی دعوت پر نئی حکومت بنانے کی دعوت منظور کرلی ہے لیکن مشاہدین کے خیال میں ان کا وزیر اعظم بننا ممکن نہیں - ایم مینڈیز ہند چینی میں اس کی پالیسی کے خلاف ہیں -

نئی دہلی - ۱۴؍جون - حکومت ہندوستان اور امریکہ کے درمیان دو معاہدوں پر دستخط ہوگئے - جن کے تحت امریکہ ہندوستان کو ڈیڑھ کروڑ سے ساڑھے سولہ لاکھ ڈالر کی امداد دے گا - جس سے غلہ کا ذخیرہ کرنے کے لئے گودام اور برقی پروجیکٹ بنائے جائیں گے - اس میں امریکہ نے اپنے ماہرین کی خدمات بھی پیش کی ہیں -

لاہور - مغربی پنجاب یونیورسٹی کا نتیجہ ۵۶ فی صدی رہا - یونیورسٹی بھر میں کامیاب ہونے والے پہلے دس طلبہ میں تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ کا بھی ایک طالب علم محمد صدیق ہے - جس نے ۸۵۰/۶۳۷ نمبر حاصل کئے - اس سکول کے ۸۳ طلباء میں سے ۷۷ کامیاب ہوئے گویا کہ نتیجہ ۹۲،۷ فیصد رہا - نصرت گرلز ہائی سکول ربوہ کی بارہ طالبات میں سے نو کامیاب ہوئیں - جن میں سے ۴ فرسٹ اور ۵ سیکنڈ ڈویژن کامیاب ہوئیں - سکول کی ایک طالبہ زاہدہ سلطانہ ہاشمی ۸۵۰/۶۸۲ نمبر لے کر یونیورسٹی میں دوم رہیں - اول آنے والی کے نمبر ۶۸۸ ہیں

کراچی - مسٹر محمد علی نے پاکستانی پارلیمنٹ میں حق وزارت کی برطرفی کے متعلق پارلیمنٹ میں بحث کرنا منظور کرلیا - پاکستان میں روسی سفارتخانہ کے عملہ پر پابندی لگانے کا فیصلہ کرلیا گیا -

نئی دہلی - دوسری جنگ عظیم میں بھارت میں ½ ارب روپیہ کا اناج درآمد کیا گیا تھا - اب بھارت اناج کے معاملہ میں خود کفیل ہوگیا ہے -

کراچی - پاکستان کے سیاسی مبصروں نے انکشاف کیا ہے کہ پاکستان جنوب مشرقی ایشیائی دفاعی کمان میں شامل ہوجائیں گے

نئی دہلی - آئندہ ٹینک بھارت میں تیار ہونے کی توقع ہے - کسی جرمن یا برطانوی فرم کے ساتھ سمجھوتہ ہوجانے گا -

- خط و کتابت -

کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں